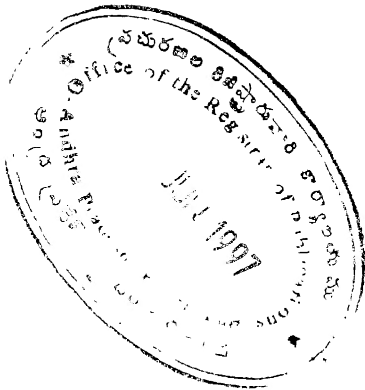
شانہ بہ شانہ

(مزاحیہ کلام)

83
2-97

اقبال شانہ

ACC. NO.
578



انتساب

اپنے چمن کے شگفتہ پھولوں

ریشماں، آصف اور وسیم کے نام

جن کی شگفتگی

میری زندگی اور زندہ دلی کا وسیلہ ہے۔

شاعری دوڑتی پھرتی ہے مری رگ رگ میں
میری ہر بات ہے منظوم تمھیں کیا معلوم



مقدمہ

عابد معز

اقبال شانہ سے ایک ملاقات کے دوران میں نے انہیں ورغلایا کہ وہ اپنا مجموعۂ کلام چھپوائیں ۔ اردو اکیڈیمی سے مالی مدد حاصل ہوسکتی ہے اور یوں بھی سعودی عرب میں رہتے ہوئے وہ اس لائق ہوچکے ہیں کہ اپنے شوق کا بوجھ آپ اٹھاسکیں ۔ اس وقت وہ " اتنا جلد نہیں " کہہ کر ٹال گئے لیکن ایک سال بعد انہوں نے خوشخبری سنائی کہ وہ اپنا مجموعۂ کلام چھپوا رہے ہیں اور مسودہ ارسال کرتے ہوئے مجھے حکم دیا کہ مقدمہ لکھنا ہوگا ۔ یقین مانیے میں نے مقدمہ لکھنے کی آرزو میں انہیں کتاب چھپوانے کے لیے نہیں کہا تھا ۔ میری خواہش تھی اور ہے کہ ایک صاف ستھرے اور خوشگوار مزاح گو شاعر کی تخلیقات کو یکجا پڑھنے کا موقع ملے اور وقت ضرورت ان کے کلام سے محظوظ ہونے کی سہولت حاصل ہوجائے ۔ میں نے انہیں سمجھانے کی ناکام کوششیں کیں ۔ انہیں بتایا کہ مقدمہ لکھنا میرے بس کی بات نہیں ہے ۔ احباب سے سفارش کروائی ۔ گلو خلاصی کے لیے چند نام بھی تجویز کیے لیکن اقبال شانہ اپنے محاذ پر ڈٹے بلکہ اڑے رہے کہ " آپ نے ہی مقدمہ لکھنا ہے " ۔ اقبال شانہ کے خلوص اور ضد کے آگے میں اپنی رائے پیش کررہا ہوں مجھے علم ہے کہ مقدمہ سے بہتر قاری کی وہ رائے ہے جو کتاب پڑھنے کے بعد قائم ہوگی ۔

مزاح نگاروں کے ادبی سفر کا آغاز اکثر سنجیدہ تخلیقات سے ہوتا ہے ۔ اس ضمن میں کئی مشہور اور نامور مزاح نگاروں کے نام لیے جاسکتے ہیں ۔ بعد میں یہ تخلیق کار دو مختلف زمروں میں تقسیم ہوجاتے ہیں ۔ بعض مزاح نگاری کے ساتھ سنجیدہ تخلیقات بھی پیش کرتے ہیں ۔ مزاحیہ تخلیقات کامیاب رہتی ہیں جبکہ سنجیدہ تخلیقات برداشت کرلی جاتی ہیں ۔ دوسرے زمرے کے مزاح نگار سنجیدگی اور متانت کے ساتھ مزاح نگاری میں مصروف رہتے ہیں ۔ اقبال شانہ نے بھی شاعری کا آغاز سنجیدہ شاعری سے کیا ۔ اشک تخلص اختیار کیا ۔ اشک بہانے لگے تو انہیں یہ عرفان حاصل ہوا کہ زندگی پہلے ہی سے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی ہے اور اسے مزید اشکبار کرنا بے فیض ہے ۔ اقبال نے اشک

پونچھ لیے اور شانہ بن گئے ۔

دکنی میں شانہ سے مراد ہوشیار، چالاک اور زیرک ہے ۔ اقبال نے دکنی میں صرف تخلص اختیار کرنے پر اکتفا کیا۔شاعری نہیں کی ۔ مجموعے میں ایک بھی دکنی غزل شامل نہیں ہے ۔ دکن میں چند مزاحیہ شعراء عجیب سی زبان میں شعر کہتے اور مشاعروں میں ہنستے اور ہنساتے ہیں ۔انہوں نے اس زبان کو دکنی کا نام دے رکھا ہے لیکن حقیقتا وہ نہ دکنی ہے اور نہ ہی اردو ۔ دراصل یہہ شعرا زبان کو بگاڑ کر مزاح پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اقبال کا وطن دکن ہے اور دکنی تخلص اپنانے کے باوجود عام روش اختیار نہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنی انفرادیت کا ثبوت دیا ہے ۔ دکنی سے احتراز کے باوجود اقبال شانہ کے کلام میں دکن کی چھاپ موجود ہے ۔ میں اسے ایک اضافی خوبی تصور کرتا ہوں ۔شاعر یا ادیب کی تخلیقات میں اس کا ماحول در آنا چاہیئے ۔

اقبال شانہ نے نئے موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے ۔ انہوں نے اکثر ان نئے موضوعات کو ردیف کے طور پر اپنا کر غزل کا جز ہی بنا دیا ہے ۔ مثلاً کمپیوٹر، انگوٹھا، دستخط، ہچکیاں، ایکس رے، ڈینوسار، بم، پسلیاں، جراثیم، انجکشن وغیرہ ۔ روایتی مضامین سے ہٹ کر نئے مشکل اور غیر مانوس موضوعات کو مزاحیہ اندار میں باندھنے کے لیے وسیع مشاہدے، بالغ نظری اور شدت احساس درکار ہے ۔ قدرت نے اقبال شانہ کو یہ جوہر عطا کئے ہیں اور تلاش روزگار میں اقبال شانہ کا وطن سے کوچ کرنا اور سعودی عرب کے ریگزاروں میں پسینہ بہانا ان خوبیوں کو اجاگر کرنے میں بہت کام آیا ہے ۔چند اشعار پیش ہیں ۔

جو مسلسل سنائے ہے غزلیں
آدمی ہے وہ یا ہے کمپیوٹر

کھالیا جوش جنوں میں خط تیرا
چھپ گئے معدے میں تیرے دستخط

نیند میں دوڑتا ہوں میں سن کر
ان کی آواز ، باس کی گھنٹی

سخت مشکل میں پڑ گئی گردن
ٹائی باندھی اکڑ گئی گردن

جی میں آتا ہے کہ لے لوں بار بار
آپ کی پتلی کمر کا ایکس رے

جب اچھلتا ہے یہ ان کو دیکھ کر
دل کو میرے تھامتی ہیں پسلیاں

نئے خیالات اور مضامین کے ساتھ اقبال شانہ کے اس مجموعہ میں روایتی انداز کی غزلیں بھی شامل ہیں اور مزاح نگاروں کا محبوب موضوع بیوی بھی موجود ہے۔

روز ماتم جشن منانا ٹھیک نہیں
شادی کے دن بینڈ بجانا ٹھیک نہیں

کچن میں جب چلی جائے تو اک کفگیر ہو جائے
ڈرائنگ روم میں بیٹھے تو اک تصویر ہو جائے

ہمارے گھر کے ہر کمرے کی زینت بن گئی ہے وہ
مگر بیڈ روم میں آجائے تو شمشیر ہو جائے

مزاح اور طنز لازم و ملزوم ہیں۔ طنز کی تیزی اور مزاح کی شگفتگی کے اختلاط سے مزاح گو ادیب یا شاعر کامل ہوتا ہے۔ اقبال شانہ کے ہاں مزاح غالب ہے لیکن طنز کی بھی کمی نہیں ہے۔

جب بھی ہوتے تھے فسادات محلے میں کبھی
ہم پڑوسی کا مکان لوٹ لیا کرتے تھے

کوئی وعدہ وفا نہ کیا آپ نے
آپ میں لیڈری کے جراثیم ہیں

بھیگتے ہم رہے مگر صاحب
ان کے سر پر لگا رکھی چھتری

آدمی کی عادتیں کوے میں ہیں
چھینتا ہے دوسروں کا گھونسلہ

ہر نیا شاعر نئے خیالات کے ساتھ نئے استعارے اور زبان اور محاوروں کو برتنے کا اپنا ایک انداز لے آتا ہے۔ ان اشعار میں اقبال شانہ کا اپنا رنگ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے تھے
مگر میں نے اپنا چبایا انگوٹھا

جج کو بلی ہے جا رہی شانہ
خود ہی گردن میں باندھ لی گھنٹی

وہ اور لوگ ہیں اٹکے ہیں جو کھجوروں میں
ہم آسمان سے ٹپکے تیری گلی میں گرے

کیا بھلا ہم کو خبر تلوار کی
ہم تو ہیں بس میان کے اسپیشلسٹ

کسی دانا کا قول ہے کہ مقدمہ اور تعارف مختصر ہونا چاہیئے اور مصنف اور قاری کے درمیان زیادہ دیر تک مخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کچھ دیر بعد ہی سہی میں اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے اپنی بات کو ان جملوں پر ختم کرنا چاہوں گا کہ اقبال شانہ کا مجموعہ کلام طنز و مزاحیہ شاعری میں ایک خوشگوار اضافہ ہے اور امید ہے کہ خاص و عام سے پسندیدگی کی سند حاصل کرے گا۔

عابد معز
ایڈیٹر اوورسیز، شگوفہ
ریاض، سعودی عرب

۱۰/ ستمبر ۱۹۹۶ء

"اقبال شانہ نے انسانی فطرت کی متضاد کیفیتوں ، فرو گذاشتوں اور سماج کے مضحک واقعات کو کسی قدر نئے لہجے میں خوش دلی اور شگفتگی کے ساتھ اپنے کلام میں پیش کیا ہے ۔ وسیع مشاہدہ ، ذہانت اور شوخیٔ طبع ، جس کے بغیر مزاح نگار دو قدم نہیں چل سکتا ، اقبال شانہ کے شعری مزاج کے اہم عناصر ہیں ۔ اور یہی خوبیاں اقبال شانہ کے کلام کو مقبول بناتی ہیں ۔ انھوں نے روایتی مزاحیہ شاعری کے مقلد کی حیثیت سے شعری سفر کا آغاز کیا تھا ۔ لیکن بہت جلد اس پامال کوچہ سے وہ باہر نکل آئے اور اپنی راہ الگ بنائی ۔ ہجرت نے معاشی آسودگی کے ساتھ آگہی اور بصیرت کے نئے خزانوں تک انھیں پہنچایا اور متنوع موضوعات پر مبنی ان کی شاعری عصری حسیت سے ہم کنار ہوئی ۔ ان کا طنزیہ و مزاحیہ کلام لفّاظی ہے نہ احتجاجی نعرہ ہے اور نہ محض تفریح کا ذریعہ ۔ یہ شیریں شعری پیکر اقبال شانہ کے جذبات و احساسات کے ترجمان ہیں ۔ جس میں سماجی اخلاقی ، سیاسی اور مذہبی اقدار کی پامالی پر ہمدردانہ ، شائستہ اور ظریفانہ انداز اختیار کیا گیا ہے شانہ نے اپنے اشعار کے ذریعے زندگی کے پیچ و خم کو بڑے سلیقہ سے سنوارا ہے ۔ یہ اشعار دلبستگی کا سامان بھی ہیں اور دلجمعی سے مطالعہ و غور و فکر کی دعوت بھی دیتے ہیں ۔

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال

مدیر ماہنامہ شگوفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

مزاحیہ شاعری اردو ادب میں وہ مقام نہ پاسکی جو ادب کی دوسری اصناف کو مل چکا ہے ۔اس کی راست ذمہ داری ہمارے ان مزاحیہ شعراء پر عاید ہوتی ہے جو عوام کی پسند کے نام پر اور صرف مشاعرہ بازی کے شوق میں مزاحیہ شاعری کا معیار قائم نہ رکھ سکے اور ان کی شاعری کم درجہ کی عامیانہ مزاج والی شاعری بن کر رہ گئی ۔اردو میں شاعروں کی بہتات ہے لیکن مزاحیہ شاعروں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے اور ان میں بھی محض چند شعرائے کرام نے مزاحیہ شاعری کے مزاج اور معیار کا خیال رکھا بلکہ ادب میں اس کی اہمیت کو منوانے کی پوری کوشش بھی کی ہے ۔ایسے ہی معتبر اور مزاحیہ شاعری کے معیار کا خیال رکھنے والے شعراء میں اقبال شانہ کا نام نمایاں طور پر لیا جاسکتا ہے ۔

اقبال شانہ جن کا پورا نام اقبال احمد قریشی ہے ۹ / جون ۱۹۵۰ء کو شکر سازی کے اہم مرکز شکر نگر (بودھن ضلع نظام آباد) کی میٹھی فضاؤں میں پیدا ہوئے ۔ میٹرک کے بعد پی یو سی کامیاب کیا اور نظام شوگر فیکٹری میں بحیثیت فیلڈمین ملازم ہوگئے اور گنے کی کاشت کو بہتر بنانے میں جٹ گئے ۔ یہ خود تو گنا اگانے لگے لیکن ان کے فکر و احساس نے بھی ساتھ ہی میٹھے میٹھے اور پر اثر شعر اگانے شروع کردیئے ۔نظام آباد ضلع کے ادبی ماحول نے ان کے اس ذوق شعر گوئی کو خوب خوب ہوا دی اور یہ تیزی سے لکھنے اور ایک پر مغز شاعر کے طور پر ابھرنے لگے ۔ اقبال شانہ نے شاعری کی ابتداء سنجیدہ شاعری ہی سے کی لیکن مزاح کے چلبلے پن اور نس نس میں بھری ظرافت نے انھیں سنجیدہ شاعر رہنے نہ دیا اور جلد ہی نہایت سنجیدگی

سے مزاح کی طرف مڑ گئے اور جب اس پٹری پر دوڑنے لگے تو پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ پہلے ہر نو مشق شاعر کی طرح شانہ بھی صرف غزلیں کہتے رہے لیکن دھیرے دھیرے نظموں اور قطعات کی طرف بھی راغب ہوتے گئے۔ ۱۹۸۲ء میں اقبال شانہ کی (۲۷) منتخب غزلوں کا ایک مختصر سا تعارفی مجموعہ "بیاض فکر" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ ادبی حلقوں میں اس مجموعہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا ان کی شاعری ادبی حلقوں سے نکل کر عوام تک بھی پہنچتی گئی اور ایک مزاحیہ شاعر کی حیثیت سے ان کی شناخت مستحکم ہو گئی۔ اس علاقہ میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں اقبال شانہ کی شرکت لازمی سمجھی جانے لگی۔ لوگوں کو ان کے پر مزاح شعر یاد ہونے لگے۔ اسی دوران اقبال شانہ نے نظام شوگر فیکٹری کی ملازمت ترک کی اور سعودی عرب چلے گئے اور وہاں حقل گورنمنٹ ہاسپٹل (حقل۔ تبوک) میں اکسرے ٹکنیشین کی حیثیت سے کارگزار ہو گئے۔ دواخانہ میں وہ دن بھر مریضوں کے اکسرے لیتے اور رات بھر ان کا دماغ اپنے اطراف کے واقعات کا اکسرے لیتا اور انھیں نظموں کی شکل میں ڈھالتا رہا۔ سعودی عرب کے قیام نے انھیں بہت سے بہتر شعر کہنے کے بہترین مواقع فراہم کئے۔ فکر معاش اور گھریلو ذمہ داریوں سے دور رہ کر اپنے فرصت کے اوقات کو انہوں نے اپنی شاعری کے لئے وقف کر دیا اور خوب سے خوب تر کی جستجو میں وہ اچھے شعر کہنے لگے۔ اب ان کی شاعری کا کینوس پھیلتا گیا۔ مختلف موضوعات کو مرکز بنا کر اپنے اطراف بکھرے ہوئے واقعات پر (جن پر ایک عام آدمی کی نظر اس انداز سے نہیں پڑتی) شعر کہنے لگے ان کی شاعری بین الاقوامی رسائل کے وسیلے سے دنیا بھر کے اردو کے قارئین تک پہنچنے لگی۔ سعودی عرب سے نکلنے والا روزنامہ اردو نیوز، پاکستانی رسائل اور خود ہندوستان کے معتبر ادبی رسائل و جرائد اقبال شانہ کے کلام کو بڑے چاؤ سے شائع کرنے لگے بیشتر ماہنامے ان کا کلام ڈائجسٹ بھی کرنے لگے اقبال شانہ نے نہایت کم عرصہ میں اپنی پہچان بنائی اور شہرت حاصل کی ہے اس میں ان کے فکر و فن، لگن جستجو اور مزاحیہ شاعری کے تئیں ان کے خلوص کا بڑا دخل ہے۔

اقبال شانہ بذات خود ایک زندہ دل مخلص اور دوست نواز انسان ہیں وہ اپنے ہر ملنے والے سے پوری اپنائیت سے ملتے ہیں ایک بار ملنے والا دوسری بار ان سے ملاقات کا متمنی رہتا ہے۔ اقبال شانہ میں ایک مذہبی آدمی بھی چھپا ہوا ہے انھیں اپنے پیارے رسولؐ سے بھی سچی محبت اور والہانہ عقیدت ہے وہ نعتیں بھی کہتے ہیں اور پورے خلوص و احترام سے کہتے ہیں۔ ان کے بچپن کے دوست اور نعت کے مشہور شاعر جناب محمد اظہر الدین قادری اظہر نے کہا کہ اقبال شانہ مزاحیہ شاعر نہ ہوتا تو میری طرح نعت کا شاعر ہوتا اور میں اگر نعت کا شاعر نہ ہوتا تو اقبال شانہ کی طرح مزاحیہ شاعر ہوتا۔

شعر گوئی کے ساتھ ساتھ اقبال شانہ نثر بھی لکھتے ہیں۔ ان کی نثر بھی مزاحیہ مضامین یا مزاحیہ کہانیوں پر مشتمل ہوتی ہے بہت جلد ان کے مزاحیہ مضامین کا ایک مجموعہ بھی منظر عام پر آنے والا ہے۔

مضمون کی طوالت کے خوف سے اس موقع پر میں اقبال شانہ کی شاعری پر اظہار خیال نہیں کروں گا۔ ویسے بھی اس مجموعہ کی معرفت اقبال شانہ کی شاعری قارئین کے سامنے آرہی ہے اور وہی بہتر تبصرہ اور تنقید کر سکتے ہیں۔ البتہ میں اقبال شانہ کے لئے اپنی تمام تر نیک خواہشات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

جمیل نظام آبادی ایم۔ اے
مدیر ماہنامہ گونج
نظام آباد اے پی
۴ / اکٹوبر ۱۹۹۶ء

مرضی مدیروں کی

شاید یہہ میری خوش نصیبی ہے کہ ہندوپاک کے جانے مانے رسالوں کے فاضل مدیروں سے میرے اچھے خاصے مراسم رہے ہیں ۔یہہ مجموعہ کلام جسے میں تک بندیوں کا مجموعہ سمجھتا ہوں، ان ہی مدیروں کے لاڈ پیار اور اصرار کے نتیجہ میں شائع ہورہا ہے ۔ان حضرات نے فدوی کو اس کارخیر کے ادا کرنے پر اکسایا، ورغلایا، بلکہ ڈرایا اور دھمکایا بھی، مثلاً میرے محسن کرم فرما جناب کلیم چغتائی اسوسی ایٹ ایڈیٹر ماہنامہ رابطہ کراچی نے اپنے نوازش نامے کے ذریعہ دھمکی دی کہ اگر میں اپنا مجموعہ کلام نہ چھپواؤں تو وہ مجھ سے خط وکتابت ترک کردیں گے ۔جس کا یقیناً میری صحت پر اثر پڑسکتا تھا ۔محترم ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال مدیر شگوفہ (حیدرآباد) نے فرمایا" میاں مجموعہ کلام شائع کروالو "ورنہ شگوفہ میں تلاش گمشدہ کے زیر عنوان آپ کی تصویر (معہ نمونہ، کلام) شائع کردی جائے گی " -------- ڈاکٹر عابد معز صاحب ایڈیٹر اوورسیز شگوفہ نے وارننگ دی کہ وہ میرے سابقہ و حالیہ فرضی و حقیقی معاشقوں کی رپورٹ میری بیگم کو ارسال کردیں گے --------- مدیر ماہنامہ "گونج "جمیل نظام آبادی نے بڑے پیار سے کہا "جان من مجموعہ کلام چھپواتے ہو یا میں اپنے نام سے تمہارا مجموعہ چھپوالوں؟"

یقین جانیئے ان تمام قابل مدیروں کے دباؤ کے نتیجہ میں عاجز اس فاش غلطی کا مرتکب ہوا ۔ہر بڑا شاعر خود کو شاعر نہیں کہتا ۔میں بھی اپنے آپ شاعر نہیں سمجھتا ۔بس جو جی میں آیا لکھ مارا ۔ذہن پریشان میں جب بھی فتور آیا غزل کہہ دی ۔ان میں نہ تو گہرائی ہے ۔نہ لمبائی نہ چوڑائی ۔ہاں قافیہ پیمائی ہے ۔لاکھ کوشش کی کہ مزاج کو ایک نیا انداز دوں، عام

روش سے ہٹ کر کچھ کہہ سکوں لیکن شاید میں کوئی نیا کارنامہ سرانجام نہ دے سکا۔ میں بے حد ممنون ہوں محترم کلیم چغتائی صاحب شریک مدیر ماہنامہ رابطہ کراچی کا جنھوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود میرے کلام پر نظرِ ثانی فرمائی اور صحت مند مزاح تخلیق کرنے میں میری رہنمائی کی۔

جناب عابد معز نے مقدمہ لکھ کر میری عزت افزائی فرمائی۔ میرے آرٹسٹ دوست سید زین العابدین نے کتاب کو خوبصورت سرورق سے نوازا۔ سپاس گزار ہوں محترم نواب سکندر علی خان کا جن کی محبتوں نے قلم کو سہارا دیا۔ اگر جمیل نظام آبادی کا شکریہ ادا نہ کروں تو شاید میری بخشش نہ ہو۔ ہر ہر قدم پر موصوف کی رہنمائی مشعل راہ بنی رہی قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو پڑھیں برداشت کریں اور عاجز کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ آمین۔

اقبال شانہ
حقل، تبوک

دعا

زندگی بے مثال دے مولیٰ
مجھ کو رزقِ حلال دے مولیٰ

ایک ملین ریال دے مولیٰ
مال مجھ پر اچھال دے مولیٰ

سونے چاندی کی چار چھ اینٹیں
میری جھولی میں ڈال دے مولیٰ

دے مقدر مجھے سکندر کا
" راک فیلر " کا مال دے مولیٰ

بخش دے مجھ کو کان سونے کی
سب کو لکڑی کی ٹال دے مولیٰ

عمر میری دراز تر کردے
چار سو بیس سال دے مولیٰ

کب تلک کھیلتے رہیں کرکٹ
قوم کو " بیس بال " دے مولیٰ

حشر میں پل صراط سے فوراً
میری گاڑی نکالدے مولیٰ

شعر بن جائیں آسماں میرے
شاعری کو اچھال دے مولیٰ

ٹھیک کردے دماغ شَانَہ کا
سر میں کچھ اس کے ڈال دے مولیٰ

کمپیوٹر

غلطیاں کررہا ہے کمپیوٹر
آدمی بن گیا ہے کمپیوٹر

اک پری چہرہ آپریٹر سے
دل لگی کررہا ہے کمپیوٹر

ہے یہ واقف امورِ خانہ سے
بیویوں سے بھلا ہے کمپیوٹر

ذکرِ "کمپیوٹرن" ہوا شاید
خوش بہت ہورہا ہے کمپیوٹر

"مائیکرو چپ" خراب ہے یارو
اس لیے سورہا ہے کمپیوٹر

جو مسلسل سنائے ہے غزلیں
آدمی ہے وہ یا ہے کمپیوٹر

ہے یہ انجینئر کا گھر شانہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے کمپیوٹر

چھتری

ڈر کے بارش سے کھول دی چھتری
تیز آئی ہوا گئی چھتری

اڑ رہا ہوں ہوا میں تقریباً
کیسے چھوڑوں نئی نئی چھتری

کون ڈرتا ہے ابرو باراں سے
احتیاطاً خرید لی چھتری

بھیگنا ہے میاں بہر صورت
کیوں میں کھولوں پھٹی ہوئی چھتری؟

بھیگتے ہم رہے مگر صاحب
ان کے سر پر لگا رکھی چھتری

جانے کب وہ چلے گئے یارو
میرے ہاتھوں میں رہ گئی چھتری

ہو رہی ہے کبھی کبھی بارش
کھولتا ہوں کبھی کبھی چھتری

سخت حیراں ہوں خود بخود کیسے
ان کو دیکھا تو کھل گئی چھتری!

بارشیں بند ہوگئیں شانہ
میں نے جس دن خرید لی چھتری

دستخط

آدمی کیا خاک سمجھے دستخط
اک معمہ ہے یا ان کے دستخط
نقشِ پا ہیں یہ کوئی جنّات کے
یا کسی کالی بلا کے دستخط
مسئلہ کوئی نہ یہ سلجھا سکا
تھے وہ سیدھے یا کہ الٹے دستخط
بعد از تحقیق یہ ثابت ہوا
ہیں یہ صاحب آدمی کے دستخط
کھالیا جوشِ جنوں میں خط تیرا
چھپ گئے معدے میں تیرے دستخط
دیکھ کر چہرہ میرا کہنے لگے
" آپ کے اور اتنے اچھے دستخط "
آپ نے ایسے گھسیٹا ہے قلم
بلبلا کر چیخ اٹھے دستخط
ہنس رہے ہیں دستخط پہ غیر کی
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دستخط
نامۂ معشوق میں مشکل سے ہم
پڑھ سکے ہیں صرف ان کے دستخط
اک کنوارے دستخط کی کھوج میں
ہیں میاں شانہ تمہارے دستخط

انگوٹھا

انگوٹھی پہن کر جب آیا انگوٹھا

سرِ بزم ہم نے دکھایا انگوٹھا

کٹی انگلیاں ان کی جب حادثے میں

تو ہم نے بھی اپنا کٹایا انگوٹھا

وہ دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے تھے

مگر میں نے اپنا چبایا انگوٹھا

انگوٹھی پہننے کا موقع جو آیا

حماقت سے اس نے بڑھایا انگوٹھا

کہا میں نے کیا دودھ پینے کے دن ہیں

تو فوراً لبوں سے ہٹایا انگوٹھا

بڑھا ہاتھ جب تھامنے ہاتھ تیرا

میرے ہاتھ میں تیرا آیا انگوٹھا

پریشانؔ میں دستخط اپنے بھولا

برے وقت پہ کام آیا انگوٹھا

جلایا کریں لوگ دل اپنا شانہ

شبِ ہجر میں نے جلایا انگوٹھا

گھنٹی

بے تحاشہ یہ چیختی گھنٹی
لگ رہی ہے نئی نئی گھنٹی
جیسے بیٹھا ہو کوئی گھنٹی پر
یوں مسلسل ہے بج رہی گھنٹی
میں نے دروازہ دوڑ کر کھولا
رات جب فون کی بجی گھنٹی
وہ دباتے رہے بٹن باہر
کیا خبر تھی کہ جل گئی گھنٹی
ایک تو اونٹنی دوانی تھی
اور اوپر سے باندھ لی گھنٹی
آپ کا حسن دیکھ کر صاحب
دل میں خطرے کی بج گئی گھنٹی
نیند میں دوڑتا ہوں میں سن کر
ان کی آواز ، باس کی گھنٹی
رانگ نمبر ضرور ہوتا ہے
جب چہکتی ہے فون کی گھنٹی
ج کو بلی ہے جارہی شانہ
خود ہی گردن میں باندھ لی گھنٹی

گردن

سخت مشکل میں پڑگئی گردن
ٹائی باندھی اکڑ گئی گردن

تم نے زلفوں کو یوں دیا جھٹکا
میں یہ سمجھا اکھڑ گئی گردن

آرہے ہیں کسی سے وہ لڑکر
لگ رہا ہے بگڑ گئی گردن

خواب میں جب خزاں چلی آئی
میرے شانے سے جھڑ گئی گردن

دیکھ کر دوستو قطب مینار
بے تحاشہ اکڑ گئی گردن

ہم سے اچھا ہے دوستو کچھوا
جب بھی چاہا سکڑ گئی گردن

شکر ان کا بدن سلامت ہے
صرف دھڑ سے اکھڑ گئی گردن

ہر جگہ یہ تنی رہی لیکن
تیرے قدموں میں پڑگئی گردن

جب سے دیکھا ہے اونٹ کو شانہ
سخت حیرت میں پڑگئی گردن

ڈش اینٹینا

ہوا میں اڑ رہا ڈش اینٹینا
عجوبہ بن گیا ڈش اینٹینا

ترا سٹیلائٹ سے ہے دوستانہ
نئے "چینل" دکھا ڈش اینٹینا

پکائیں کونسی "ڈش" تیرے اندر
ذرا کچھ تو بتا ڈش اینٹینا

بجائے چھت کے میں نے گھر پہ اپنے
الٹ کر رکھ دیا ڈش اینٹینا

کبھی چھتری لگے چنگیز خاں کی
کبھی یہ ڈھال سا ڈش اینٹینا

میں باہر سو رہا ہوں احتیاطاً
ہے چھت پر ڈولتا ڈش اینٹینا

چلی آندھی ہوا مرحوم شَانہ
ہمارا دلربا ڈش اینٹینا

پنکھا

گرمیوں میں تو بند تھا پنکھا
سردیاں آئیں چل گیا پنکھا

کیا پتا کیوں ہوا نہیں آتی
دے رہا ہے مگر صدا پنکھا

کیسے بیٹھوں میں چین سے یارو
سر کے اوپر ہے ڈولاتا پنکھا

اپنے ہاتھوں سے "فٹ" کیا میں نے
سر پہ اپنے ہی گر گیا پنکھا

تر بہ تر میں ادھر پسینے میں
ان کی جانب ہے گھومتا پنکھا

"روڈ رولر" کی یہ نہیں آواز
شور کرتا ہے آپ کا پنکھا

وہ "الرجک" ہوا سے ہیں شاید
گھر کے باہر لگادیا پنکھا

میں نے روزن بنادیا چھت میں
کیوں خریدوں میاں نیا پنکھا

جانے کیوں گھومتا نہیں یارو
لگ رہا ہے خفا خفا پنکھا

سر پھرا ہے تیری طرح شانہ
بے وجہ گھومتا ترا پنکھا

گھڑی

بازار سے جو ہم نے خریدی نئی گھڑی
کمبخت ہائے جانے کہاں کھوگئی گھڑی

جب تک تھی ان کے ہاتھ پہ چلتی رہی مگر
میری کلائی سے جو بندھی رک گئی گھڑی

آئے ہیں بن سنور کے خدایا وہ میرے گھر
لگتا ہے آگئی ہے مری آخری گھڑی

ہر شخص پوچھنے جو لگا وقت بار بار
ہم نے گلے میں باندھ لی دیوار کی گھڑی

میں کیوں بتاؤں آپ کو کیا وقت ہے جناب
مرضی مری ، کلائی مری ، اور مری گھڑی

اک پیکر جمال کو دیکھا جو سامنے
دھڑکن کے ساتھ ساتھ مری رک گئی گھڑی

لگتا ہے شاخِ گل سے ہے پتھر بندھا ہوا
نازک تری کلائی پہ اتنی بڑی گھڑی

رہتی تھی استعمال میں جو نانا جان کے
متروک ہوگئی ہے وہ اب جیب کی گھڑی

اب وقت دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی
میں نے خرید لی ہے میاں بولتی گھڑی

شانہ خوشی مناؤ کہ میکے چلے ہیں وہ
تھا جس کا انتظار وہ اب آگئی گھڑی

قلمی دوستی

ہم نے کردی ترک جانِ من سے قلمی دوستی
ہوگئی اپنی نئی دھوبن سے قلمی دوستی

دامنِ مجنوں کبھی ہوتا نہ یارو تار تار
گر وہ کرلیتا کسی درزن سے قلمی دوستی

وہ جو خط لکھتے ہیں یارو میں سمجھتا ہی نہیں
ہوگئی یارو عجب الجھن سے قلمی دوستی

چور قلمی دوست میرا "قید کھٹمنڈو" میں ہے
کررہا ہوں میں بھی واشنگٹن سے قلمی دوستی

آرہے ہیں ساجنا پردیس سے اب کے برس
چل رہی ہے آج کل ساون سے قلمی دوستی

مفت کھل جاتے تمہارے خوشنما سہرے کے پھول
کاش ہوجاتی کسی مالن سے قلمی دوستی

سانپ کے بل میں تمنا ہی اگر گھسنے کی ہے
کیوں نہیں کرتے میاں ناگن سے قلمی دوستی

ہم نہیں لیتے ہیں اکثر ریل کا شانہ ٹکٹ
ہے ہماری ریل کے انجن سے قلمی دوستی

اسپیشلسٹ

ہم وفا کے آن کے اسپیشلسٹ
وہ ہماری جان کے اسپیشلسٹ

کر رہے ہیں آپریشن ناک کا
ہیں وہ شاید کان کے اسپیشلسٹ

خاک اردو میں بتائیں کیفیت
وہ ہیں انگلستان کے اسپیشلسٹ

کیا بھلا ہم کو خبر تلوار کی
ہم تو ہیں بس میان کے اسپیشلسٹ

رہ نہیں سکتا یہاں زندہ کوئی
ہیں یہ قبرستان کے اسپیشلسٹ

آرہے ہیں اونٹ پر ہوکر سوار
ریگ و ریگستان کے اسپیشلسٹ

ہم خود اپنا آپ کرتے ہیں علاج
خود ہیں اپنی جان کے اسپیشلسٹ

آدمی کو ٹھیک کرنے کے لئے
آگئے حیوان کے اسپیشلسٹ

کیا ہوا شانہ میاں شادی کے بعد؟
بن گئے پکوان کے اسپیشلسٹ!



جو ہم گرے کبھی یارو تو بے خودی میں گرے
یہ آپ اتنی بلندی سے کس خوشی میں گرے ؟

وہ اور لوگ ہیں اٹکے ہیں جو کھجوروں میں
ہم آسمان سے ٹپکے ، تیری گلی میں گرے

یہ اور بات ہے ٹوٹی ہیں پسلیاں لیکن
ہمیں ہے ناز کہ ہم تیری عاشقی میں گرے

ہمارے شعر جو بھیجے گئے رسالے کو
نہ جانے کیسے وہ ردی کی ٹوکری میں گرے !

کھڑے ہیں آج الکشن میں پھر وہی لیڈر
بری طرح جو کئی بار لیڈری میں گرے

گرا ہوں میں تو اندھیروں میں ٹھوکریں کھاکر
مگر جناب تو سورج کی روشنی میں گرے

نہا رہے تھے وہ حمام میں مزے لے کر
نجانے کس لیے گھبرا کے " بالٹی " میں گرے !

ہرا سکا نہ ہمیں کوئی پہلوانی میں
گرے اگر کبھی شانہ تو شاعری میں گرے

انٹرنیشنل غزل

نہیں ثانی میرا جغرافیہ میں
بلوچستان ہے کمبوڈیا میں
بہت جس کو تلاشا انڈیا میں
ملا وہ مجھ کو انڈونیشیا میں
محبت ہوگئی رومانیا میں
ہوا ہے عقد موریتانیا میں
شمالی کوریا کو جب میں پہنچا
وہ جا بیٹھا جنوبی کوریا میں
تڑپتا ہوں میں کولمبو میں یارو
میرا محبوب ہے کولمبیا میں
میں اک حبشن پہ شاتہ مرمٹا ہوں
ملی تھی مجھ کو وہ تنزانیا میں



ہم " انڈونیشین " وہ آفریکن "
بنی ہے زندگانی " ٹرانسلیشن "
ہے مشکل سانس لینا بن تمہارے
ہمارے حق میں تم ہو " آکسیجن "
وہ اتنے پاس بیٹھے ہیں ہمارے
" بلڈ " کا بڑھ رہا ہے " سرکولیشن "
دھڑا دھڑ گر گئی ساری عمارت
یہ کس لیڈر نے رکھا " فاؤنڈیشن "
سنو میں عقد ثانی کر رہا ہوں
یہ تم کیوں کر رہی ہو " آبجکشن "
ہمیں بھی آپ تھوڑی سی جگہ دیں
بنالیں دل میں اور اک " پارٹیشن "
چلے جاتے ہیں ہر دعوت میں شاؔنہ
نہیں پابند رسمِ " انوٹیشن " !

اپنی جگہ

جنگ اپنی جگہ وار اپنی جگہ
میاں میں اپنی تلوار اپنی جگہ

ان کے ڈیڈی کی ہے مار اپنی جگہ
ہے محبت کا اظہار اپنی جگہ

تیرے چلنٹے کی خاطر بڑی دیر سے
منتظر میرے رخسار اپنی جگہ

نوکری ، شاعری ، زندگی ، بے بسی
اور بیگم کی تکرار اپنی جگہ

میری انکم میری جان معقول ہے
موتیوں کا مگر ہار اپنی جگہ

"جمپ" شانہ تری لاکھ بہتر سہی
یار کے گھر کی دیوار اپنی جگہ

ٹھیک نہیں

روزِ ماتم جشن منانا ٹھیک نہیں
شادی کے دن بینڈ بجانا ٹھیک نہیں

لوگ بڑی دلچسپ ڈکاریں لیتے ہیں
یارو اتنا زیادہ کھانا ٹھیک نہیں

لیٹ ہمیشہ ریل کی مانند آتی ہو
جان جاناں دیر سے آنا ٹھیک نہیں

ایسا نہ ہو شعر حلق میں پھنس جائے
ٹائی لگا کر شعر سنانا ٹھیک نہیں !

یار پہلوانوں کی گلی میں رہتا ہے
یار کے گھر پر آنا جانا ٹھیک نہیں

میں اپنے سائے سے ڈرتا ہوں بیگم
خوف زدہ انساں کو ڈرانا ٹھیک نہیں

کیسے پہچانوں میں تجھ کو جانِ جاں
اتنا میک اپ تھوپ کے آنا ٹھیک نہیں

جاؤ کوئی اچھی " ڈش " کھاؤ یارو
چھٹی کے دن بھیجہ کھانا ٹھیک نہیں !

شاؔنہ محبوبہ کو شعر سناتے ہیں
بھینس کے آگے بین بجانا ٹھیک نہیں

کلیجہ

ہمارے تن کا سرمایہ کلیجہ
دلِ بسمل کا ہمسایہ کلیجہ
بڑی مشکل سے دل کو جب سنبھالا
ہمارا منہ کو ہے آیا کلیجہ
کہا کھانے میں کیا ہے میں نے بیگم
تو غصے میں یہ فرمایا "کلیجہ"
بہت خوش لان پر ہوتا ہے یارو
مجھے لگتا ہے جو پایا کلیجہ
کہو سنجیدگی سے شعر شانہ
یہ کیا گردن ، کمر ، پایا ، کلیجہ

آہستہ آہستہ

چلوگی گر مری جانِ جگر آہستہ آہستہ
سفر میں ہی رہوگی عمر بھری آہستہ آہستہ

حقیقت یہ ہے ڈیڈی آپ کے ہیں آپ سے بہتر
لگاتے ہیں وہ چانٹے گال پر آہستہ آہستہ

مسلسل گھورتے رہنے کا ٹی وی یہ نتیجہ ہے
ہماری ہوگئی دھندلی نظر آہستہ آہستہ

اگر اک دوربیں اچھی سی لے کر غور سے دیکھیں
نظر آجائے گی ان کی کمر آہستہ آہستہ

اگر میں آپ سے ملتا رہا سنسان راتوں میں
نکل جائے گا شیطانوں کا ڈر آہستہ آہستہ

بخارِ عشق دونوں کو ہے لیکن فرق اتنا ہے
ادھر تیزی سے چڑھتا ہے ادھر آہستہ آہستہ !

لگاتے رہنا کش سگرٹ کے شانہ بھول نہ جانا
تمہیں بیمار پڑنا ہو اگر آہستہ آہستہ

ملٹی نیشنل غزل

ہے نظر میں حسن انگلستان کا
دل میں لیکن پیار ہندوستان کا
انڈین بیوی ہے قسمت میں مگر
یار بھی ہے اک حسیں لبنان کا
آنٹی ہسپانیہ کی ہے مری
اور انکل ہے میرا یونان کا
اینٹینا چھت پہ میرے چین کا
گھر میں ٹی وی ہے مگر جاپان کا
پیر میں اٹلی کے جوتے آگئے
مل گیا موزہ بھی پاکستان کا
بلجیم کی ہاتھ میں لے کر چھری
کاٹتا ہوں مرغ ترکستان کا
روم کے فانوس چھت سے ہیں لگے
فرش پر قالین ہے ایران کا
آپ کے ڈیڈی کی دولت دیکھ کر
یاد آیا شیخ عربستان کا
میں گیا قبرص تو لوگوں نے کہا
ہوگیا شانہ تو قبرستان کا

منہ

لگتا ہے دیکھنے میں تو اچھا بھلا سا منہ
پھر کیوں بنا رہی ہو میری جاں برا سا منہ

معشوق بھی عجیب میرا کارٹون ہے
چھوٹے سے ہاتھ پاؤں ہیں اسکے بڑا سامنہ

نوٹس دیئے بنا وہ جو آئے ہمارے گھر
حیرت سے رہ گیا ہے ہمارا کھلا سامنہ

معشوق کی فراق میں صورت تو دیکھئیے
بیگن کی طرح ڈال سے لٹکا ہوا سامنہ

بے شک تمہارے عشق نے اندھا بنادیا
لگتا ہے چاند مجھ کو تمہارا برا سامنہ

آتی ہے آئینے کو بھی بے ساختہ ہنسی
وہ جب بھی دیکھتا ہے مرا چلبلا سامنہ

اپنی زباں کو آپ ذرا دیجئیے لگام
اتنی سی جان آپ کی اتنا بڑا سامنہ

زلفیں بڑھالی کان میں جھمکا پہن لیا
شانہ لگے ہے اب ترا خواجہ سرا سامنہ

میاں

ابھی تک ہے باقی نشانی میاں
مرے عقد کی شیروانی میاں

مرے دل کی دارالحکومت پہ ہے
مرے یار کی حکمرانی میاں

کسی دلربا کے دوانے تھے ہم
ہماری تھی کوئی دوانی میاں

حسینوں کے جھرمٹ میں رہتے تھے ہم
جواں تھی بہت ہی جوانی میاں !

انہیں دیکھ کر خودبخود ہوگئی
ہماری غزل زعفرانی میاں

سناتا ہے شانہ تو اپنی غزل
سناؤ تم اپنی کہانی میاں

ہچکیاں

رفتہ رفتہ آرہی ہیں ہچکیاں
کام میں وقفہ رہی ہیں ہچکیاں

سامنے اس ماہ وش کو دیکھ کر
جانے کیوں شرما رہی ہیں ہچکیاں

ہے ہر اک ہچکی وزن میں دوستو
شاعری فرمارہی ہیں ہچکیاں

سامنے بیگم کھڑی ہیں اس لیے
ڈرتے ڈرتے آرہی ہیں ہچکیاں

کون شانہ یاد کرتا ہے تجھے ؟
یہ کیسے تڑپا رہی ہیں ہچکیاں

سوچنا پڑا

کیوں قرض میں نے اس کو دیا سوچنا پڑا
وہ قرض لے کے ایسے ہنسا سوچنا پڑا

میں سوچتا رہا مری گاڑی نکل گئی
کیا خاک سوچتا میں رہا ! سوچنا پڑا

" پانی کی ایک بوند نہ ٹپکے گی آج بھی "
نلکے سے جب یہ آئی صدا ، سوچنا پڑا

کھانا نہیں ملے گا اگر لیٹ آؤ گے "
جب اہلیہ نے ڈانٹ دیا ، سوچنا پڑا

ہوٹل سے کیسے بچ کے نکلتے ہیں یار لوگ
" بل " پر جو میں نے غور کیا ، سوچنا پڑا

شانہ یتیم خانے پہ جوں ہی نظر پڑی
کیا ہے یہی مکان مرا ؟ سوچنا پڑا

دوستو

بحرِ غم ، برِالم ، دارالقضاء ہے دوستو
زندگی آفات کا جغرافیہ ہے دوستو

دل مرا پنجے میں ان کے پھنس گیا ہے اس طرح
ہاتھ میں بچے کے جیسے جھنجھنا ہے دوستو

چین کا دارالحکومت اصل میں لاہور ہے
اک پروفیسر نے ثابت کردیا ہے دوستو

یہ وطن میرا کبھی دانشوروں کا خواب تھا
پہلوانوں کا اکھاڑا بن گیا ہے دوستو

رفتہ رفتہ اس کا جب ذہنی توازن کھوگیا
وہ مری بستی کا لیڈر بن گیا ہے دوستو

دل کے سو ٹکڑے کرو اور پھینک دو فٹ پاتھ پر!
آنے جانے کا یہ ان کے راستہ ہے دوستو

جانے کیوں تیری غزل کوئی سمجھ سکتا نہیں
شاعری شانہ کی گویا فلسفہ ہے دوستو



ہمرا " پنچ نامہ " جو سرِ چوپال کرتے ہیں
ہم اکثر ایسے سرپنچوں کا استحصال کرتے ہیں

جہاں دیگوں کی تہ ملتی نہیں کفگیر سے یارو
وہاں اہلِ خرد چمچوں کا استعمال کرتے ہیں

انہیں موقع دیا تھا کھیت میں چرنے کا خود میں نے
مگر وہ گاؤں بھر کی کھیتیاں پامال کرتے ہیں

وہ جب مانگیں ہماری مسترد کرتے ہیں سختی سے
تو ہم بھی کوچۂ جاناں میں بھوک ہڑتال کرتے ہیں

ہمیں وہ حسن کی اپنے ہوا لگنے نہیں دیتے
انہیں ہم عشق کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں

وہ سارے لوگ ذہنی طور پر بالغ نہیں ہوتے
بہت اچھی طرح ہم جن کو استعمال کرتے ہیں

جہاں جرمانہ دس پندرہ روپے کی حد میں ہوتا ہے
وہاں اقبال شانہ جرم کا اقبال کرتے ہیں

سو گئے

دریچہ ہم تالا لگا کر سو گئے
آج ہم مہماں بلا کر سو گئے
گونج اٹھا ان کے خرّاٹوں سے گھر
نیند وہ میری اڑا کر سو گئے
ریل کے ڈبے میں جب نیند آگئی
ہاتھ کا تکیہ بناکر سو گئے
کیا سنائیں خاک ہم اپنی غزل
وہ غزل اپنی سنا کر سو گئے
بند جب ٹی وی کے "چینل" ہوگئے
"نیشنل اینتھم" بجا کر سو گئے
رات چوری کا ہمیں کھٹکا ہوا
ڈر کے بیگم کو جگاکر سو گئے
ہڑبڑا کر جاگ اٹھے نیند سے
اور یونہی بڑبڑا کر سو گئے
سو گئے شاؔنہ وہ اپنی قبر میں
ہم بھی چار آنسو بہاکر سو گئے

شاید

بھوت سر پر سوار ہے شاید
عاشقی کا بخار ہے شاید

ان کی بندوق کیوں نہیں چلتی
خوبصورت شکار ہے شاید

وہ جو آئے بہار آئی ہے
ان سے چپکی بہار ہے شاید

بڑھ رہے ہیں قدم تری جانب
تیری جانب اتار ہے شاید

سر سے باندھے کفن وہ بیٹھا ہے
ریل کا انتظار ہے شاید

دن بہ دن بڑھ رہی ہے جو یارو
شاعروں کی قطار ہے شاید

اپنی قسمت میں ایسا لگتا ہے
ان کے ڈیڈی کی مار ہے شاید

آج اس کی گلی میں ہے کرفیو
سخت مشکل میں یار ہے شاید

گھس گئے گھر میں یار کے شانہ
عشق دیوانہ وار ہے شاید

الماری میں

کپڑے میری الماری میں
جوتے ان کے الماری میں
چھوٹے سے گھر میں رہتے ہیں
چوہے جیسے الماری میں
بچے گھر گھر ڈھونڈ رہے ہیں
ڈیڈی بیٹھے الماری میں
چور نے الماری لوٹا دی
بچے نکلے الماری میں
چوری کے ڈر سے رکھے ہیں
جوتے ہم نے الماری میں
بیگم سے گھبرا کر شوہر
سہمے بیٹھے الماری میں
الماری ہم کیسے کھولیں
چابی بھولے الماری میں
ان سے اکثر ہم ملتے ہیں
چپکے چپکے الماری میں
شانہ غزلیں تم کہتے ہو
بیٹھے کب سے الماری میں

یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی قرض ہم سے جو تھا لیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو آج تک نہ ادا کیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو تجوری میں ہے بھرا ہوا، وہ تو مال سارا ہے لوٹ کا
مجھے پائی پائی کا ہے پتا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ قرارِ دل نہ سکون تھا، مجھے عشق تھا کہ جنون تھا
مرا سر کبھی تھا پھرا ہوا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ صفائی سے جو چرالیا مرے گھر سے تم نے اڑالیا
وہ اسی مہینے کا "رابطہ" تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے سنگ مارا تھا تاک کر مرا جس سے پھوٹ گیا تھا سر
وہ ہے میوزیم میں رکھا ہوا، تمہاں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مری جان میرے اکاؤنٹ میں، کئی بار تم نے کیئے "ڈنر"
میں نے بل وہ سارا ادا کیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے یاد ہے وہ کتاب گھر، جہاں اک کتاب خرید کر
وہ قلم جو تم نے چرالیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ عجیب دن تمہیں یاد ہے؟ کہ نکاح شانہ کا جب ہوا
مرے گھر میں آگئی اک بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پتا

دھل گیا پتلون میں جو تھا پتا
ہوگیا ان کا سپتہ بھی لا پتا

یاد ہیں فلمی ستاروں کے پتے
بھول بیٹھے اپنے ڈیڈی کا پتا

کیوں بھٹکتا بے سبب صحرا میں قیس
یاد ہوتا کاش لیلیٰ کا پتا

ہر گھڑی دل کے اچھلنے کا سبب
یہ یقیناً آپ کو ہوگا پتا

احتیاطاً ان کو دے آتا ہوں خط
ڈاکیہ ہے ڈاکیے کا کیا پتا

دوستوں کے ہیں پتے شانہ لکھے
کیا کبھی لکھا ہے دشمن کا سپتہ



بجلی تو کوندتی ہے میاں آسمان میں
اور تھرتھرا رہے ہو تم اپنے مکان میں

آنکھوں سے سن رہا ہوں میں آواز آپ کی
تصویر آپ کی نظر آتی ہے کان میں

یوں سامنا ہمارا ببر شیر سے ہوا
جب ایک تیر بھی نہ بچا تھا کمان میں

اب آپ شوق سے مجھے غزلیں سنایئے
میں نے بھی روئی ٹھونس لی ہے اپنے کان میں

پلّے ہمارے کچھ بھی نہیں پڑرہا ہے آج
وہ بات کررہے ہیں نظر کی زبان میں

ہر سمت ہم کو آتا نظر ہے ہرا ہرا
وہ سبز کپڑے پہن کے بیٹھے ہیں لان میں

شانہ وہ صرف داب میں بیگم کی اپنے تھا
ورنہ غضب کا قہر تھا چنگیزخان میں

نام

زندگی ہے یار کی چوکھٹ پہ مرجانے کا نام

موت ہے ڈیڈی کا ان کے بام پر آنے کا نام

" جارج واشنگٹن تھا کوئی فلسفی یونان کا "

ہے " سکندر " دوستو لیلیٰ کے دیوانے کا نام

ہم سمجھتے ہیں کہ قوموں کی ترقی کا ہے راز

صبح کے گیارہ بجے تک مست سوجانے کا نام

شیخ صاحب اللہ اللہ آج کیسے میرے گھر ؟

کس نے دروازے پہ لکھا میرے مئے خانے کا نام

بے وجہ شرمارہے ہیں ہر کسی کو دیکھ کر

درج ہے چہرے پہ ، شاید ان کے شرمانے کا نام

اور کیا دوں اب دوانے پن کا میں اپنے ثبوت

کہہ رہا ہے ہر کوئی شانہ ہے دیوانے کا نام

ایکس رے

دل کا گردے کا جگر کا ایکس رے
لے رہا ہوں ہر بشر کا ایکس رے

ایک بھی بھیجہ نہیں آیا نظر
لے لیا ہر ایک سر کا ایکس رے

جی میں آتا ہے کہ لے لوں بار بار
آپ کی پتلی کمر کا ایکس رے

سب گدھے ہیں آدمی کوئی نہیں
دیکھ لو سب شہریوں کا ایکس رے

جو پرندے بھر نہیں سکتے اڑان
وہ نکالیں بال و پر کا ایکس رے

لے کے آئی ساتھ ہے اپنے خزاں
پھول ، پتوں کا ، کا شجر کا ایکس رے

دل میں تھوڑی سی وفا آئی نظر
میں نے دیکھا جانور کا ایکس رے

ڈینوسار

(مشہور امریکی فلم جراسک پارک کے ڈینوسار کی نذر)

ایکٹر بن گیا ہے ڈینوسار
"ہینڈسم" لگ رہا ہے ڈینوسار
میں نے فلموں میں اس کو دیکھا ہے
مغلِ اعظم بنا ہے ڈینوسار
اس طرح کر رہے ہو تعریفیں
جیسے اپنا چچا ہے ڈینوسار
چار دن تک پکا ہے دیگوں میں
مشکلوں سے گلا ہے ڈینوسار
اپنی مادہ سے عشق کرتا ہے
اور بہت باوفا ہے ڈینوسار
اب زمین پر نشاں نہیں باقی
چاند پر اُگ رہا ہے ڈینوسار
میرے نانا نے اس کو پالا تھا
ساتھ ان کے پلا ہے ڈینوسار
گھورتے آپ اس کو ہیں یا پھر
آپ کو گھورتا ہے ڈینوسار
جب سے شاؔنہ غزل سنائی ہے
خواب میں آ رہا ہے ڈینوسار

ریڈیو

اسقدر تو ہے پرانا ریڈیو
میوزیم تیرا ٹھکانہ ریڈیو

روز سنتے تھے بہایت شوق سے
اکبرِاعظم کے نانا ریڈیو

ان کی باتیں سن کے لگتا ہے مجھے
بج رہا ہے اک پرانا ریڈیو

اک پروفیسر نے ثابت کردیا
آدمی سے ہے پرانا ریڈیو

بچ گیا جو شر سے نادر شاہ کے
وہ سکندر کا خزانہ ریڈیو

شوق تھا مرحوم کو سنگیت کا
ان کی برسی پر بجانا ریڈیو

وقت پیارے ہوچکا تیرا تمام
ہے یہ ٹی وی کا زمانہ ریڈیو

ہم کو آثارِ قدیمہ سے ملے
جامِ جم ، اقبال شانہ ، ریڈیو

ٹی۔وی

زندگی میں ہے اور کیا ٹی وی
جان میری میرا نیا ٹی وی

دیکھ سکتے نہیں اسے اندھے
اور اندھوں کو دیکھتا ٹی وی

تو مذکر ہے یا مونث ہے؟
جنس اپنی ہمیں بتا ٹی وی

دیکھ کر "وی سی آر" کی صورت
اور بھی سر پہ چڑھ گیا ٹی وی

دوستوں کا نزول ہوتا ہے
میرے گھر آگیا نیا ٹی وی

چھوڑ کر گھر چلی گئی بیوی
اور مرے گھر میں رہ گیا ٹی وی

رات بھر جلگتے رہے شانہ
وقت پہ اپنے سوگیا ٹی وی

آپریشن

ہو تن کا آپریشن یا من کا آپریشن
بیمار سے ہو پہلے سرجن کا آپریشن !

عشاق کو ہمارا ہے مشورہ کرالیں
ٹوٹے ہوئے دلوں کے بندھن کا آپریشن

بیمارِ عشق ہرگز زندہ نہیں بچے گا
وہ کررہے ہیں دل کی دھڑکن کا آپریشن

سلجھائیں کیسے ان کے بکھرے ہوئے یہ گیسو
درپیش ہے غضب کی الجھن کا آپریشن

جانے " ٹرین " اتنی کیوں لیٹ ہوگئی ہے
شاید کہ ہورہا ہے ، انجن کا آپریشن

اب کے برس اگر وہ پردیس سے نہ آئے
کردوں گی دیکھ لینا ساون کا آپریشن

اولاد ناخلف ہے ، بیگم خفاخفا ہیں
بیکار ہوگیا ہے ، جیون کا آپریشن

منزل تمہیں کہے گی خوش آمدید ، شاؔنہ
تم کرسکو گے جس دن رہزن کا آپریشن

سائیکل

(حضرت پطرس بخاری کی روح سے معذرت کے ساتھ..........)

میوزیم کی ہے نشانی سائیکل
ہے "قلوپطرہ" کی نانی سائیکل
پوچھتے ہیں لوگ "یہ کیا چیز ہے"؟
سائیکلوں کی ہے یہ بانی سائیکل"!
اکبرِاعظم چلاتے تھے اسے
مغل اعظم کی نشانی سائیکل
ملکیت تھی غالباً جنّات کا
یہ بلائے ناگہانی سائیکل
اس پہ سہرا باندھ کر بیٹھا تھا میں
میری شادی کی نشانی سائیکل
چل رہی ہے ایسے بل کھاتے ہوئے
لگ رہی ہے یہ زنانی سائیکل
چال پر ظالم تری دل آگیا
بن گئی شانہ کی شانی سائیکل

کیا چیز ہے

عشق کا اظہار بھی کیا چیز ہے
بے تحاشہ مار بھی کیا چیز ہے

ہوگئے چودہ طبق روشن میرے
یار کا دیدار بھی کیا چیز ہے

میان سے باہر کبھی نکلی ہنیں
آپ کی تلوار بھی کیا چیز ہے

کھینچنے لگتا ہے مجھ کو دیکھ کر
ان کا برخوردار بھی کیا چیز ہے

یہ بنا دھکے کبھی چلتی ہنیں
اپنی موٹر کار بھی کیا چیز ہے

وہ نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے غریب
آپ کا بیمار بھی کیا چیز ہے

وہ سمجھتا ہی ہنیں دل کی زباں
یار اپنا یار بھی کیا چیز ہے

بارش

رات بھر بھیگتی رہی بارش
صبح بیمار ہوگئی بارش

میرے گھر میں ٹپک ٹپک کے میری
خیریت پوچھتی رہی بارش

میرے سر پر جناب اولوں کی
سر منڈھایا تو ہوگئی بارش

ہورہی ہے کبھی کبھی یارو
لگ رہی ہے ادھار کی بارش

زلف کی ڈال کر گھٹا مجھ پر
اس نے کردی ہے پیار کی بارش

ایک چھتری میں آج دونوں کو
ساتھ دیکھا تو جل گئی بارش

اس نے لاکر رکھا تھا چوکھٹ پر
سارا اخبار پڑھ گئی بارش

آیئے بھیگ جائیں ہم شبانہ
ہے نئے سال کی نئی بارش

گھونسلا

یار نے سرپر سجایا گھونسلا
اپنی زلفوں کا بنایا گھونسلا
چیل کوے سر پہ ہیں منڈلا رہے
دیکھتے ہیں ، واک ، کرتا گھونسلا
دوسری منزل بنائیں جانِ جاں
گھونسلے پر ایک چھوٹا گھونسلا
آدمی کی عادتیں کوے میں ہیں
چھینتا ہے دوسروں کا گھونسلا
جس کا سر شانہ بڑا ہوگا بہت
ہوگا اس کا سب سے اونچا گھونسلا

مخمصہ

کس کے روکے سے رکا ہے مخمصہ
تھا جو ہونا ہوگیا ہے مخمصہ

کوئی سلجھاتا نہیں الجھن مگر
پوچھتے ہیں لوگ "کیا ہے مخمصہ"؟

میں نے ٹمبکٹو میں دیکھا ہے اسے
اونٹ سے کافی بڑا ہے مخمصہ

حسنِ فتنہ ساز ان کا دیکھ کر
مخمصے میں پڑگیا ہے مخمصہ

اسقدر حیران کیوں ہو جانِ جاں
کچھ تو بتلاؤ کہ کیا ہے مخمصہ

ٹانگ اڑائیں کیوں پرائی جنگ میں
آپ سمجھیں آپ کا ہے مخمصہ

ترک کردیں آپ شانہ شاعری
یہ ردیف و قافیہ ہے مخمصہ!

چھٹی میں

آپ نے جو لکھا ہے چھٹی میں
میں نے وہ پڑھ لیا ہے چھٹی میں
نقش یہ لگ رہا ہے جنّاتی
جیسے کوئی بلا ہے چھٹی میں
آج تک میں سمجھ نہیں پایا
یار نے جو لکھا ہے چھٹی میں
بات ہوتی ہے فون پر لیکن
کچھ الگ ہی مزا ہے چھٹی میں
کرلیا عشق ہے قصائی سے
اس نے دل رکھ دیا ہے چھٹی میں
"آپ کا چیک ابھی نہیں آیا"
اہلیہ نے لکھا ہے چھٹی میں
اک نیا یہ سلام کس کا ہے
کیا کوئی "دوسرا" ہے چھٹی میں
دستخط کی جگہ انگوٹھا ہے
نقشِ انگشتِ پا ہے چھٹی میں
اس کی تصویر آئی ہے شانہ
جیسے وہ آگیا ہے چھٹی میں

ٹھیک

مالی حالت اپنی ٹھیک
اور ان کی جسمانی ٹھیک

ان کے دیکھے سے اپنی
ہوجائے بیماری ٹھیک

ہم کو بیوی سے یارو
اب لگتا ہے ٹی وی ٹھیک

خود کو تم سیدھا کرلو
دنیا ہوجائے گی ٹھیک

میرا ہر اک شعر غلط
غزلیں ان کی ساری ٹھیک

میرے پیار کے جادو سے
ہوجائے دیوانی ٹھیک

تجھ کو کردے گی شانہ
اک دن تیری بیوی ٹھیک



سرخ چہرہ اک حسیں خاتون کا
سیب تازہ جیسے دہرہ دون کا

عشق جائیز ہے یقیناً آپ سے
آپ سے رشتہ ہنیں ہے خون کا

دھوپ میں نکلو نہ چھتری کے بغیر
جانتے ہو ہے مہینہ جون کا

شاعری کیا خاک سمجھیں آپ کی
فلسفہ اس میں ہے افلاطون کا

چائے کیوں تم کو پلاؤں میرے پاس
کیا خزانہ ہے کوئی قارون کا

بادشاہ " مامون " ماموں بن گئے
بھول بیٹھے ہم جو نقطہ نون کا

مصر کے احرام میں لگتا ہے ڈر
مقبرہ ہے تو تنخ " آمون " کا

یہ مریضِ عشق ہے اےئے محترم
یا کوئی پیشنٹ ہے طاعون کا

چاند پر کیسے میں تم کو لے چلوں
راستہ ملتا ہنیں ہے مون کا

فاصلہ دیکھا نہ شانہ عشق میں
میں نے دلبر چن لیا رنگون کا

تمھیں کیا معلوم

بحرِ مردار کا مفہوم تمھیں کیا معلوم

ہم کو ہر بات ہے معلوم تمھیں کیا معلوم

میرے اشعار سمجھتے ہیں سمجھدار فقط

میرے اشعار کا مفہوم تمھیں کیا معلوم

شاعری دوڑتی پھرتی ہے مری رگ رگ میں

میری ہر بات ہے منظوم تمھیں کیا معلوم

جن کو سب کہتے ہیں غالبؔ وہ میرے رشتے میں

تھے چچا شاعرِ مرحوم تمھیں کیا معلوم

جانتا ہوں میں زمانے کی حقیقت یارو

تم ہو پیدائشی معصوم تمھیں کیا معلوم

ذہن معصوم ہے اور عقل بھی نابالغ ہے

یہ ڈبل بیڈ یہ ڈبل روم تمھیں کیا معلوم



شوق سے آپ رت جگا کیجئے
صبح کو دیر سے اٹھا کیجئے
اپنے میکے چلی گئیں بیگم
گھر میں کوئی نہیں ، مزا کیجئے
چاہے جتنی سنائیے غزلیں
ایک فدوی کی بھی سنا کیجئے
گھر کی رونق بڑھائیے صاحب
اپنے گھر میں مشاعرہ کیجئے
جارہا ہوں میں ان سے ملنے کو
آپ میرے لیے دعا کیجئے
جب بھی آئے پڑوس کا مرغا
کاٹ کر اس کو کھالیا کیجئے
آنکھوں آنکھوں میں عاشقی کب تک
دل بھی شانہ ذرا بڑا کیجئے

چوہے

ہندوستان میں طاعون کی وباء سے متاثر ہو کر

بستی بستی گھر گھر چوہے
جیسے لشکر لشکر چوہے

گلشن کا اب اللہ حافظ
بیٹھے ہر ڈالی پر چوہے

زندہ ہوں تو بھی اک آفت
اور قیامت مرکر چوہے

بلّی بل کے اندر بیٹھی
گھوم رہے ہیں باہر چوہے

کھاتے ہی دیوان ہمارا
بن جاتے ہیں شاعر چوہے

ہم کو نیند نہیں آتی ہے
سوتے ہیں بستر پر چوہے

ایسے بھی ہیں لوگ سنا ہے
کھاتے ہیں جو تل کر چوہے

چوہے سے ڈرتے ہو شانہ
دیکھے تم سے ڈر کر چوہے

ہائے یہ مجبوری

(طاعون کی وباء کے بعد ذرائع آمد و رفت بند ہونے پر خلیجی ملکوں میں ہندوستانیوں کو درپیش مسائل سے متاثر ہو کر)

کیسی مجبوری ہے اپنے دیس جا سکتے نہیں
اپنی بیگم کو بھی یارو ہم بلا سکتے نہیں

بھیج سکتے ہیں کوئی نامہ نہ کوئی نامہ بر
اک کبوتر بھی ہوا میں ہم اڑا سکتے نہیں

ایسا عالم ہے کہ یارو اپنی حالت پر ہمیں
اب ہنسی آتی ہے لیکن مسکرا سکتے نہیں

دل کی حالت دل ہی اپنا جانتا ہے دوستو
حالِ دل اپنا کسی کو ہم بتا سکتے نہیں

عقد ثانی کی ہمیں بے حد مسرت ہے مگر
پہلی بیگم کو یہ خوشخبری سنا سکتے نہیں

جو میاں شبانہ غزل کہتے تھے دن میں چار چار
شعر تک اب کوئی اپنا وہ سنا سکتے نہیں

انگلش میں

کبھی اقرار انگلش میں ، کبھی انکار انگلش میں
وہ مجھ سے کررہے ہیں پیار کا اظہار انگلش میں

کہا معشوق نے جب " مائی ڈیئر آئی لو یو ٹو "
تو میں سمجھا کہ دونوں سے ہے اس کو پیار انگلش میں

سمجھ میں کچھ نہیں آتا نہ جانے کہہ رہا ہے کیا
بڑی تیزی سے باتیں کررہا ہے یار انگلش میں

بلا کی دوستو حیرانگی طاری ہے چہرے پر
وہ شاید کہہ رہے ہیں آج کل اشعار انگلش میں

خدا کو کہہ رہے ہیں " گاڈ " ، " فادر " باپ کو اپنے کو
مجھے لگتا ہے بچے ہوگئے ہشیار انگلش میں

بڑے ہوکر کہینگے " ایڈیٹ " وہ آپ کو یارو
پڑھانا آج کل بچوں کو ہے بے کار انگلش میں

وہ کچھ زیادہ ہی پی کر آگئے ہیں بزم میں شاید
ہر اک سے کررہے ہیں بے سبب تکرار انگلش میں

اسی دن سے ہوا مرعوب ہے شبانہ سے ہر کوئی
اسے الفاظ جب سے آگئے دوچار انگلش میں



قدر دانی کی کیا ضرورت ہے
چائے پانی کی کیا ضرورت ہے
عقد میں آپ سوٹ سلوائیں
شیروانی کی کیا ضرورت ہے
لوٹ لو ہم کو پیار سے یارو
پہلوانی کی کیا ضرورت ہے
اتنا سرمہ ہے تیری آنکھوں میں
سرمہ دانی کی کیا ضرورت ہے
بھینس چرنے کو باغ ہے ان کا
باغبانی کی کیا ضرورت ہے
چل رہے ہیں ہوا کے رخ پر ہم
بادبانی کی کیا ضرورت ہے
آگئے وہ مری عیادت کو
زندگانی کی کیا ضرورت ہے
کھلیئے آپ ، آپ کا گھر ہے
میزبانی کی کیا ضرورت ہے
وہ ملے بھی توکب ملے شؔانہ
اب جو جوانی کی کیا ضرورت ہے

انشاء اللہ

عشق ہمت سے میں فرماؤں گا انشاء اللہ
ان کے ڈیڈی سے نہ گھبراؤں گا انشاء اللہ

کیوں ڈراتے ہو دکھا کر مجھے خالی بندوق
وقت آئے گا تو مرجاؤں گا انشاء اللہ

کیا ہوا کل جو میں وعدے پہ نہ آیا جاناں
زندگی میں تیری آجاؤں گا انشاء اللہ

آپ کی طرح میں بھی آدمی کا بچہ ہوں
ڈر لگے گا تو میں ڈر جاؤں گا انشاء اللہ

یوں تو یہ شرم و حیاء آپ ہی کا زیور ہے
آپ کہتے ہیں تو شرماؤں گا انشاء اللہ

تیرے درباں نے تیرے گھر سے نکالا مجھ کو
اب میں دربان کے گھر جاؤں گا انشاء اللہ

اب گرج کر نہ کوئی شعر پڑھوں گا شانہ
میں ترنم میں غزل گاؤں گا انشاء اللہ



عشق کی تاریخ کے روشن نشاں رکھتا ہوں میں
دامنِ مجنوں کی گھر میں دھجیاں رکھتا ہوں میں

احتیاطاً محفلِ شعر و سخن میں دوستو
ساتھ اپنے دردِ سر کی گولیاں رکھتا ہوں میں

دوستو میری غزل کی اک یہی پہچان ہے
اپنے شعروں میں ہزاروں غلطیاں رکھتا ہوں میں

میرے شعروں پر ہنیں چہرے پہ ہنستے ہیں سبھی
ایسا لگتا ہے کہ چہرے پر زباں رکھتا ہوں میں

آپ اپنی کار پر نہ اس قدر اترائیے
کار تو کیا چیز ہے اک کارواں رکھتا ہوں میں

ہیں سخن ور اور بھی شانہ بہت اچھے مگر
حضرت غالب سا اندازِ بیاں رکھتا ہوں میں

کوئی بات بنے

مار کھاؤ تو کوئی بات بنے

مسکراؤ تو کوئی بات بنے

ان کے در پر تو روز جاتے ہو

کھٹکھٹاؤ تو کوئی بات بنے

آگیا ہے پڑوس کا مرغا

کاٹ کھاؤ تو کوئی بات بنے

وقت پہ گھر تو روز جاتے ہو

"لیٹ" جاؤ تو کوئی بات بنے

ڈھول کوئی بھی پیٹ سکتا ہے

"دف" بجاؤ تو کوئی بات بنے

شعر کب تک سناؤ گے شانہ

بیٹھ جاؤ تو کوئی بات بنے

بم

شہر میں اب پھٹ رہے ہیں یار بم
جو نہیں پھٹتے ہیں وہ بیکار بم

جو بناتے ہیں یہ دہشتناک شئے
ان کے گھر یارو پھٹیں دوچار بم

عاشقی کا یہ صلہ اچھا ملا
یار نے بھجوا دیا ہے تار بم

عہدِ اکبر کی پرانی توپ سے
کررہا ہے پیار کا اظہار بم

رو.برو اس ماہ وش کو دیکھ کر
ہوگیا میری طرح بے کار بم

سامنے اس کے لرز جاتا ہوں میں
آدمی ہے یا ہے میرا یار بم

امن کا جو درس دیتا ہے سدا
جیب میں رکھتا ہے وہ دوچار بم

بہہ رہی ہے گھر میں دولت کی ندی
آج کل ان کا ہے کاروبار بم

اڑگئے ہیں ہوش میرے دوستو
بن گیا ہے یار کا دیدار بم

شاعری کی اڑ رہی ہیں دھجیاں
ہیں یہ شبانہ آپ کے اشعار بم

بسترِ مرگ پر ڈاکٹر

یوں نہ منہ موڑ کے جاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی
زندگی میری بچاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

اپنے ہاتھوں سے علاج اپنا میں کرسکتا ہوں
نرس ، لوگوں کو بتاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

کون بے درد یہ کرتا ہے مرے دل کا " مساج "
دل کو آہستہ دباؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

سانس لینے کے نہیں " لنگس " رہے ہیں قابل
آکسیجن تو لگاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

میں نے کتنے ہی مریضوں کی عیادت کی ہے
مجھ کو للہ بچاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

ٹمپریچر مری باڈی کا تو دیکھو پہلے
برف میں یوں نہ لٹاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

کوئی شتابانہ مجھے لے جائے نہ مردہ خانہ
ہاتھ مجھ کو نہ لگاؤ کہ میں زندہ ہوں ابھی

مزہ آتا ہے

کوئی چوری کی غزل ہو تو مزہ آتا ہے
اس میں کچھ رد و بدل ہو تو مزہ آتا ہے

سامنے تاج محل ہو تو مزہ آتا ہے
ساتھ ممتاز محل ہو تو مزہ آتا ہے

اس لیے مجھ کو دوانی سے محبت ہے میاں
اس کے بھیجے میں خلل ہو تو مزہ آتا ہے

دودھ پیتے ہیں مگر بات سمجھتے ہی نہیں
جب شکر دودھ میں حل ہو تو مزہ آتا ہے

لوگ جب لڑتے ہیں پانی کے لیے نلکے پر
ہوا دیتا ہوا "نل" ہو تو مزہ آتا ہے

پان کھاکر جو رسالے کا ورق ہاتھ آئے
اس میں شبانہ کی غزل ہو تو مزہ آتا ہے

پسلیاں

لاٹھیاں جب دیکھتی ہیں پسلیاں
بے تحاشا چیختی ہیں پسلیاں

بھینچ لیتی ہیں یہ میرے قلب کو
جب بھی ان کو دیکھتی ہیں پسلیاں

یہ گلے ملنے کا کوئی طور ہے ؟
یار ، میری ٹوٹتی ہیں پسلیاں

دل میں اکثر جھانکتی ہیں یہ مرے
یار کو پہچانتی ہیں پسلیاں

جب اچھلتا ہے یہ ان کو دیکھ کر
دل کو میرے تھامتی ہیں پسلیاں

دیکھیئے مجنوں کے آئے ہیں "کزن"
پیرہن سے جھانکتی ہیں پسلیاں

کام جب کرتا نہیں بھیجہ مرا
اپنی یارو سوچتی ہیں پسلیاں

شاعری چھوڑیں گے شانہ آپ کب ؟
مجھ سے میری پوچھتی ہیں پسلیاں



عشق کی معراج بریانی پکانا چاہئیے
یار کو خود اپنے ہاتھوں سے کھلانا چاہئیے

بن بلائے دعوتوں میں گھس کے جانا چاہئیے
مفت جو بھی ہاتھ آئے ڈٹ کے کھانا چاہئیے

جی اگر رونے کو چاہے مسکرانا چاہئیے
گر ہنسی آئے تو پھر آنسو بہانا چاہئیے

روٹھ جائیں وہ اگر ان کو منانا چاہئیے
مان جائیں وہ تو پھر خود روٹھ جانا چاہئیے

گرمیوں میں گرم پانی سے غسل فرمایئے
سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے نہانا چاہئیے

سامنا معشوق کے ڈیڈی کا ہوجائے اگر
پاؤں سر پر رکھ کے فوراً بھاگ جانا چاہئیے

دردِ سر، دردِ جگر، دردِ کمر ہے یار کو
روز اس کو لیٹ جانے کا بہانہ چاہئیے

رات کوئی چور گھس جائے مکان میں آپ کے
چیخ کے چلا کے بیگم کو جگانا چاہئیے

آپ شاعر ہیں بھلا دنیا کو کیسے ہو پتہ
اک عدد دیوان تو شانہ چھپانا چاہیئے



میں نے ڈھونڈا بہت مگر نہ ملا
آدمی کوئی معتبر نہ ملا

بن گیا میں پڑوس کا مہماں
جب اندھیرے میں اپنا گھر نہ ملا

" ہاؤس فل " ہوگئی تری محفل
ہم کو چھوٹا سا " کارنر " نہ ملا

شان سے وہ شکار کو نکلے
ان کو جنگل میں جانور نہ ملا

زندگی آدھی ہوگئی شانہ
آج تک لائف پارٹنر نہ ملا



اس نے کھولی دوکان ہم کو کیا
ہے خدا مہربان ہم کو کیا
گر نہیں ہے مکان ہم کو کیا
ہے ترا سائیبان ہم کو کیا
آپ ہوں تیس مارخاں کوئی
جلئیے بھائی جان ہم کو کیا
فیل ہونگے یا کامیاب ہونگے
ہوچکا امتحان ہم کو کیا
بیچ دیں یا کرائے پردے دیں
آپ کا ہے مکان ہم کو کیا
کوئی احمق انہیں بچائے گا
ان کی آفت میں جان ہم کو کیا
ہم سے ڈرتے ہیں سب گلی والے
یار ہے پہلوان ہم کو کیا
یا تو گھر ہے چٹان کے اوپر
یا تو گھر پر چٹان ہم کو کیا
ہم تو پکچر کو جائیں گے شتابہ
ہورہی ہے اذان ہم کو کیا



راستے پر آگیا راہی بھٹک جانے کے بعد

آدمی سیدھا ہوا الٹا لٹک جانے کے بعد

منزلیں خود پوچھتی ہیں آکے مجھ سے خیریت

راستے میں بیٹھ جاتا ہوں جو تھک جانے کے بعد

چیز پٹخیں نہ کوئی بیگم میں دل کا ہوں مریض

دل دھڑکتا ہے مرا پتا کھڑک جانے کے بعد

زندگی میں اک یہی خواہش تھی شادی کی انہیں

آرزو پوری ہوئی لیکن سنک جانے کے بعد

شاعری کے نام سے برہم جو ہوتے تھے کبھی

کہہ رہے ہیں شعر شاؔنہ بھی بہک جانے کے بعد

پاگل ہوگئے

پھاڑ کر دامن سرِ بازار پاگل ہوگئے
ہوگیا ان کا ہمیں دیدار پاگل ہوگئے

پائیلوں کی جب سنی جھنکار پاگل ہوگئے
آئی لیڈی ڈاکٹر بیمار پاگل ہوگئے

عاشقوں نے توڑ ڈالے ہیں سبھی پچھلے ریکارڈ
دل کے ہاتھوں ایک دن میں چار پاگل ہوگئے

ہائے رے زورِ سخن نظمیں دوانی ہوگئیں
تپ کے میرے ذہن میں اشعار پاگل ہوگئے

وہ جو آئے میرے گھر اک زلزلہ سا آگیا
دیکھ کر ان کو در و دیوار پاگل ہوگئے

عشق میں جن کے ہماری ہوگئیں زلفیں سفید
ان کی شادی کا ملا جب تار پاگل ہوگئے

کر رہے ہیں وہ صفایا خود ہی اپنی فوج کا
جنگ میں شاید سپہ سالار پاگل ہوگئے

عقد شاہانہ کردیا ہے ایک دیوانی کے ساتھ
کیا ہمارے سارے رشتہ دار پاگل ہوگئے



جاناں یہ تیرا گاؤں پریشان سا کیوں ہے
اور شہر مرا شہر خموشان سا کیوں ہے

دنیا سے نرالی کوئی مخلوق نہیں میں
ہر شخص مجھے دیکھ کے حیران سا کیوں ہے

تسلیم ہے پریوں سے حسیں آپ ہیں لیکن
یہ نورِ نظر آپ کا شیطان سا کیوں ہے

توڑوں جو کبھی پھول تو آتی ہے تری یاد
معلوم نہیں منہ ترا گل دان سا کیوں ہے

مانا کہ غزل آپ کی ، چوری کی نہیں ہے
ہاتھوں میں مگر میرؔ کا دیوان سا کیوں ہے

تو زندہ اگر ہے تو مجھے اتنا بتا دے
پہلو میں ترے دل جو ہے ، بے جان سا کیوں ہے

کچھ لوگ کہا کرتے ہیں یہ رشک و حسد سے
شانہؔ ترا محبوب پہلوان سا کیوں ہے



حق جوانی کا ہم اس طرح ادا کرتے تھے
مار کھاتے تھے مگر عشق کیا کرتے تھے

شر پسندی میں ہنیں تھا کوئی ثانی ہم سا
ہم ہر اک شخص سے ہر روز لڑا کرتے تھے

اینٹ ہم پر جو اٹھاتا کوئی ابنِ آدم
اس کی پتھر سے کمر توڑ دیا کرتے تھے

جب بھی ہوتے تھے فسادات محلے میں کبھی
ہم پڑوسی کا مکاں لوٹ لیا کرتے تھے

وہ سناتے تھے ہمیں روز غزل چوری کی
ہم بھی خاموشی سے ہر روز سنا کرتے تھے

بولنا آپ نے سیکھا ہے جہاں سے یارو
اسی مکتب کے ہم استاد ہوا کرتے تھے

اپنے ہاتھوں ہی سے مجبور ہوئے ہیں شؔانہ
دوست احباب کو ہم قرض دیا کرتے تھے



"کچن" میں جب چلی جائے تو وہ کفگیر ہوجائے
ڈرائینگ روم میں بیٹھے تو اک تصویر ہوجائے

ہمارے گھر کے ہر کمرے کی زینت بن گئی ہے وہ
مگر بیڈ روم میں آجائے تو شمشیر ہوجائے

بہو بن جاؤ گر تم میری امی جان کی جاناں
تو میری زندگانی وادیٔ کشمیر ہوجائے

کروں گا انتظارِ یار اپنے آخری دم تک
مگر میں روٹھ جاؤں گا اگر تاخیر ہوجائے

وہ وعدہ کرگئے ہیں پیر کے دن لوٹ آنے کا
مرے اللہ ہفتے کا ہر اک دن پیر ہوجائے

سنائیں آج جو بھی آپ میں برداشت کرلوں گا
غزل کہنے سے بہتر ہے کوئی تقریر ہوجائے

یہ کاغذ پر کریں گے شاعری کب تک میاں شانہ؟
کہیں ایسی غزل "لاری" پہ جو تحریر ہوجائے

دوانی غزل

سنی جب سے ان کی زنانی غزل
مری ہوگئی ہے دوانی غزل

اِدھر کی رہی نہ اُدھر کی رہی
میاں ہوگئی درمیانی غزل

ہیں آزاد نظمیں میرے سامنے
مرے گھر میں ہے اک پرانی غزل

یہ کیا روز مجرا سناتے ہو تم
سناؤ کوئی خاندانی غزل

وہ کاغذ، غزل جس پہ تھی اڑگیا
غزل بن گئی آسمانی غزل

جو چلتی ہے رخ پر ہوا کے فقط
وہ ہے دوستو بادبانی غزل

کبھی دیکھ کر شعر پڑھتے نہیں
سناتے ہیں ہم "منہ زبانی" غزل

یہ چھوڑو میاں بے تکی شاعری
کہو یاد شانہؔ سیانی غزل



عقد میرا ابھی ہوا بھی نہیں
میرے گھر میں کوئی بلّا بھی نہیں

ہیں ابھی سے تمہارے یہ تیور
میں تو شوہر ابھی بنا بھی نہیں

دیکھ کر جس کو ہوش اڑتے ہیں
ہوش اس کو مگر ذرا بھی نہیں

زندگی گھورتے کٹی جس کو
میری جانب وہ دیکھتا بھی نہیں

خط میں کیا خاک یار کو لکھوں
یاد اس کا مجھے پتہ بھی نہیں

آؤ تجدیدِ عاشقی کرلیں
دل میں اب کوئی دوسرا بھی نہیں

اپنا پنکھا عجیب ہے یارو
گھومتا ہے مگر ہوا بھی نہیں

تم نے پھینکا ہے مجھ پہ جو بیلن
وہ میرے جسم کو لگا بھی نہیں

میزباں گھورتا ہے یوں مجھ کو
جیسے شانہ کو جانتا بھی نہیں

جیل میں

دیں اسیری کو دعائیں جیل میں
جشنِ آزادی منائیں جیل میں

رقص زنجیریں پہن کر ہم کریں
بابِ زنداں کو ہلائیں جیل میں

ایسی آزادی سے بہتر ہے میاں
زندگی اپنی بتائیں جیل میں

دیکھنے ہیں گر اسیری کے مزے
ہو اگر فرصت تو جائیں جیل میں

مفلسی ، معشوق ، بیگم ، دوستی
ٹل گئیں ساری بلائیں جیل میں

سامعیں قسمت سے قیدی ہیں میاں
ہم غزل اپنی سنائیں جیل میں

بن گیا معشوق جیلر دوستو
کیوں نہ شہنائی بجائیں جیل میں



سناتے ہیں غزل چوری کی وہ سنجیدہ ، سنجیدہ
سمجھتے ہیں کہ انکا راز ہے پوشیدہ پوشیدہ

کہا یہ ڈاکٹر نے عاشقی کا یہ نتیجہ ہے
تمہارے دل کی حالت ہوگئی بوسیدہ بوسیدہ

سمجھ سکتے نہیں احمق کبھی اس بات کو یارو
مرے اشعار میں جو بات ہے پوشیدہ پوشیدہ

گلی میں آپ کے ڈیڈی کی مجھ کو جب صدا آئی
تو سارا جسم میرا ہوگیا لرزیدہ لرزیدہ

میرے محبوب کی شادی میں تقریباً سبھی خوش ہیں
نہ جانے کیوں مرا دل ہوگیا رنجیدہ رنجیدہ

اگر جاگا تو دنیا کو جلاکر راکھ کردے گا
میرے سینے میں ہے آتش فشاں خوابیدہ خوابیدہ

عظیم الشان ہے شانہ ہمارے دل کی کنڈیشن
بہ ظاہر اپنی حالت ہوگئی بوسیدہ بوسیدہ

جراثیم

دل میں کچھ عاشقی کے جراثیم ہیں
سر میں دیوانگی کے جراثیم ہیں

بندروں کو ذرا دیکھیئے غور سے
ان میں سب آدمی کے جراثیم ہیں

رینگتے پھر رہے ہیں بدن میں میرے
یہ تری عاشقی کے جراثیم ہیں

کوئی وعدہ وفا نہ کیا آپ نے
آپ میں لیڈری کے جراثیم ہیں

ایسے حیران رہتے ہیں وہ جسم میں
جیسے حیرانگی کے جراثیم ہیں

زہر سے بھی جو کم بخت مرتے نہیں
وہ تمہاری گلی کے جراثیم ہیں

سن کے شانہ غزل لوگ کہنے لگے
آپ میں شاعری کے جراثیم ہیں



جب بھی چاہیں تن آسانیاں
مل گئیں جھڑکیاں ، گالیاں
ان کے اشکوں سے بھرنے لگیں
مٹکیاں ، ندیاں ، نالیاں
ہو مبارک تمہیں جان جاں
مہندیاں ، منگنیاں ، شادیاں
بیچتا ہوں گلی میں تیری
کنگھیاں ، چوڑیاں ، بالیاں
خوب لگتی ہیں منہ سے تیرے
دھمکیاں ، جھڑکیاں ، گالیاں
سونی سونی ہے تیرے بنا
وادیاں ، جھاڑیاں ، کھائیاں
ٹوٹتی ہیں میاں عشق میں
لاٹھیاں ، ہڈیاں ، ، پسلیاں
کیا سے کیا لڑکیاں ہوگئیں
بیویاں ، نانیاں ، دادیاں
واہ شانہ تیرے شاعری
سیٹیاں ، تالیاں ، گالیاں

گجل

(اس غزل میں ہندی کے الفاظ کی کثرت ہے اس لئے یہ " گجل " ہے)

تم بِن میری جانِ تمنا ساری دنیا جنگل ہے
جب سے تم من میں آئی ہو جنگل میں بھی منگل ہے

بیچ بھنور میں آکر دل کی " نیا " یارو ڈوب گئی
کھوٹ ہمارے پیار میں ہے یا پریم تمہارا " بنڈل " ہے

جھیل سی آنکھیں " چال ندی سی " ساگر جیسا دل اس کا
بتلائے ہم کو یہ کوئی ساجن ہے یا " جل تھل " ہے

پریم کیا ہے تم سے میں نے پیار نباہوں گا اپنا
گیت نہیں ہے یہ فلموں کا میری پیار کا " جِنگل " ہے

یہ میری نظروں کا دھوکا ہے یا سب کچھ الٹا ہے
گوری کے نینوں میں مہندی اور ہاتھوں میں کاجل ہے

ردی کاغذ کے جیسی یہ اپنی حالت ہے بھیا
یہ میرا اپنا جیون کوڑے کچرے کا " بنڈل " ہے

دنیا والے سن کر میری " ہاسیہ " کویتا کہتے ہیں
جانے کیسا شاعر ہے یہ شبّانہ ہے یا پاگل ہے

قصہ کیا ہے

ہر مکاں ہر گلی سنسان ہے قصہ کیا ہے
شہر ہے یا کوئی " شمشان " ہے قصہ کیا ہے

مان لیتے ہیں غزل آپ کی اپنی ہوگی
میرؔ کا ہاتھ میں دیوان ہے قصہ کیا ہے

کل جو اوروں کو پریشان کیا کرتا تھا
آج وہ خود بھی پریشان ہے قصہ کیا ہے

آپ مانا کہ ہیں مانے ہوئے سرجن لیکن
سامنے گھر کے جو شمشان ہے قصہ کیا ہے

صرف دھندا ہی نہیں دل بھی ہے کالا ان کا
پھر بھی اللہ مہربان ہے قصہ کیا ہے

تم سے ملنے کو وہ آئے تو ہیں شانہ لیکن
ان کے ہمراہ پہلوان ہے قصہ کیا ہے

انجکشن

دو کسی کمپنی کا انجکشن
چاہئیے زندگی کا انجکشن

دل میں انجکٹ ہوگیا میرے
آپ کی عاشقی کا انجکشن

آپ کے ہونٹ خوشئہ انگور
آنکھ ہے میکشی کا انجکشن

وہ بھی غزلیں سنائے گا اس نے
لے لیا شاعری کا انجکشن

آج تک ہو نہیں سکا ایجاد
ایک بھی شانتی کا انجکشن

ہے کلام آپ کا میاں شانہ
بے تحاشا ہنسی کا انجکشن



لمبے چوڑے نام بہت ہیں

لوگ مگر بدنام بہت ہیں

بھیجے کی قیمت تو کم ہے

خالی سر کے دام بہت ہیں

بیوی ان کی ہے "ڈکٹیٹر"

بچے بھی حکام بہت ہیں

دل پر کوئی کیس نہیں ہے

"آنکھوں پر الزام بہت ہیں"

درد ہے سر میں ہلکا ہلکا

آفس میں بھی کام بہت ہیں

شانہ سیدھے سادے انساں

لیکن الٹے کام بہت ہیں

صوفے پر

ایسے بیٹھا ہے یار صوفے پر
اونٹ جیسے سوار صوفے پر

اس قدر نرم نرم ہے صوفہ
نیند آتی ہے یار صوفے پر

بیٹھنے کے لیے خریدا تھا
سوگیا میرا یار صوفے پر

کروٹیں لے رہے ہیں وہ جیسے
لوٹتی ہے بہار صوفے پر

سر کے اوپر کسی کے ہے صوفہ
اور کوئی سوار صوفے پر

پاس ان کے رقیب ہے جیسے
پھول کے ساتھ خار صوفے پر

کررہے ہیں وہ لیٹ کر شانہ
غلطیاں بے شمار صوفے پر



راہ کی گہرائیاں ، اونچائیاں
بلدیہ کی ہیں کرم فرمائیاں

آگیا ہے عقل میں شاید فتور
لے رہے ہیں بے سبب انگڑائیاں

جنگ مجھ میں اور بیگم میں ہوئی
گھر پڑوسی کے بجیں شہنائیاں

ڈر گئے ہم رات جن کو دیکھ کر
وہ تو ہم دونوں کی تھیں پرچھائیاں

فرق عاشق اور الّو میں نہیں
بخت میں دونوں کی ہیں تنہائیاں

دور شانہ ہے برائی کا فقط
جیب میں رکھ لیجئے اچھائیاں



سہہ نہ سکا نظر کے تیری وار مرگیا
تیری قسم میں تجھ پہ لگاتار مرگیا

چھیڑی جو ڈاکٹر نے غزل اسپتال میں
دیوانی نرس ہوگئی بیمار مرگیا

الٹی ہمارے ہاتھ میں بندوق دیکھ کر
حیران فوج ہوگئی سالار مرگیا

ایک آدھ بار ہر کوئی مرتا ہے جانِ جاں
فدوی تری وفا میں کئی بار مرگیا

اٹھا مرا جنازہ مری اپنی کار پر
میرا رقیب دوستو بے " کار " مرگیا

بندوق لے کے سامنے آیا تھا وہ مگر
دیکھی جو میرے ہاتھ میں تلوار ، مرگیا

ٹکرا گیا جنون میں دیوار یار سے
دیوانے پر جو گر گئی دیوار ، مرگیا

دیکھا جو ان کو میری زباں گنگ ہوگئی
سینے میں میرے جذبۂ گفتار مرگیا

مرحوم یار ہوگیا شانہ شبِ وصال
سن سن کے وہ جناب کے اشعار مرگیا



بے دھڑک معشوق کی گلیوں میں جاسکتا ہوں میں
اور وہاں سے لوٹ کر واپس بھی آسکتا ہوں میں

جو پکاتے آپ ہیں انساں کھاسکتا نہیں
آپ کے ہاتھوں سے لیکن زہر کھاسکتا ہوں میں

احتیاطاً آپ آنکھیں بند رکھا کیجئیے
آپ کی آنکھوں کے ذریعے دل میں جاسکتا ہوں میں

اتنے سارے پھول بالوں میں بھلے لگتے نہیں
ان کا اک اچھا سا گلدستہ بناسکتا ہوں میں

لوگ تھک جاتے ہیں دو اک شعر پڑھ لینے کے بعد
اور مسلسل سینکڑوں غزلیں سنا سکتا ہوں میں

کیا سمجھتے ہو کہ شانہ شعر کہتا ہے فقط
آپ کو فلموں کے گانے بھی سناسکتا ہوں میں

گہری نظر

میرے ایمان پر گہری نظر ہے
شریف انسان پر گہری نظر ہے
نگاہیں کس طرح تم سے ملاؤں
تمہارے کان پر گہری نظر ہے
نگاہیں آپ کی تلوار پر ہیں
ہماری میان پر گہری نظر ہے
نہیں مجھ پر تیری نظرِ عنایت
"عنایت خان" پر گہری نظر ہے
نزاکت آگئی میرے بدن میں
"نزاکت جان" پر گہری نظر ہے
زبانی یاد ہیں اوقات اس کے
تیرے دربان پر گہری نظر ہے
کہاں ہے کونسی "ڈش" جانتا ہوں
کہ دسترخوان پر گہری نظر ہے
غزل کی آگئی شامت کہ ان کی
میرے دیوان پر گہری نظر ہے
ہے دل میں چور شاید ان کے شانہ
میرے سامان پر گہری نظر ہے



میرے محبوب ناٹک پیار کا اچھا نہیں لگتا
اداکاری کا جھنجٹ پالنا اچھا نہیں لگتا

میرے دل سے کبھی نہ کھیلنا فٹ بال جانِ من
دل معشوق کو " کک " مارنا اچھا نہیں لگتا

وہ ٹمبکٹو میں رہتا اور میں جھمری تلیا میں
یہ عشق و عاشقی میں فاصلہ اچھا نہیں لگتا

ارسطو کی طرح میں ان کو سمجھتا رہا لیکن
انہیں یونانیوں کا فلسفہ اچھا نہیں لگتا

وہ کشتی میں ہیں ان کو تیرنا مطلق نہیں آتا
مصیبت یہ ہے ان کو ناخدا اچھا نہیں لگتا

دکھا دیتا ہے ظالم وہ حقیقت ان کے چہرے کی
انہیں اب بلجیم کا آئینہ اچھا نہیں لگتا

تیرے ان گیسوں میں پھول لگتے ہیں بھلے لیکن
تری زلفوں کا بننا گھونسلہ اچھا نہیں لگتا

پڑے ہیں راستے پر عاشقوں کے دل میاں شانہؔ
مجھے انکی گلی کا راستہ اچھا نہیں لگتا



عشق میں ہوش کی سرحد سے گزر جائیں گے
ان کے دروازے پہ سر پھوڑ کے مرجائیں گے

یاد محبوب کی جب زیادہ ستائے گی ہمیں
گنگناتے ہوئے "محبوب نگر" جائیں گے

آپ کو دیکھ کے ہم بیٹھ گئے ہیں "بس" میں
آپ جائیں گے جدھر ہم بھی ادھر جائیں گے

صف شکن ان کو سمجھتا ہے زمانہ یارو
کیا خبر تھی کہ پٹاخوں سے وہ ڈرجائیں گے

آپ کی بزم میں بے ہوش ہمیں رہنے دیں
ہم اگر ہوش میں آئیں گے تو مرجائیں گے

رونے والے جو غزل میری سنیں گے شبانہ
میرا دعویٰ ہے کہ ہنستے ہوئے گھر جائیں گے

اینٹینا

ہے چھت پر جو لگایا اینٹینا
زمیں پر ہے وہ آیا اینٹینا

کوئی چینل نہ آیا صاف یارو
بہت میں نے ہلایا اینٹینا

بتا وہ کونسی ہے اینٹینی
ترا دل جس پہ آیا اینٹینا

کوئی چینل جب آیا غیر ملکی
کلیجے سے لگایا اینٹینا

چرایا چور نے ٹی وی ہمارا
نہ اس کے ہاتھ آیا اینٹینا

جنم دن میں نے ٹی وی کا منایا
بہت میں نے سجایا اینٹینا

اچھل کر تیری چھت سے میری چھت پر
نہ جانے کیسے آیا اینٹینا

سنائی جب غزل لوگوں نے شانہ
تو ہم نے بھی سنایا اینٹینا



حسن جب بھی علیل ہوتا ہے
عشق "انٹاغفیل" ہوتا ہے

یار کے سر پہ ہے یہ منڈلاتا
دل محبت میں چیل ہوتا ہے

سیر کرنے وہ جب نکلتے ہیں
ساتھ عبدالخلیل ہوتا ہے

یہ محبت کا فیض ہے یارو
دل مسلسل ذلیل ہوتا ہے

عاشقی چھوڑ دے اگر صاحب
آدمی خود کفیل ہوتا ہے

بن سنور کے وہ جب نکلتا ہے
اور زیادہ جمیل ہوتا ہے

کیس ہم ہارتے نہیں کوئی
جج، ہمارا وکیل ہوتا ہے

شاعری سے علاج کرتے ہیں
جب بھی شانہ علیل ہوتا ہے

حکومت

ہنیں چلنے کی کچھ اپنی حکومت
ہے جب تک گھر پہ بیوی کی حکومت
رعایا ہوں میں بے بس اپنے گھر کی
ہے گھر پہ جیسے ہٹلر کی حکومت
میں راجا اپنے دل کی سلطنت کا
مگر دل پر مرے تیری حکومت
کروگی ظلم کب تک جانِ جاناں
الٹ جائے گی تیری بھی حکومت
حکومت کب رہی چنگیزخاں کی
رہی کب خاں سکندر کی حکومت
ہنیں ہے زور بازو میں تو یارو
کروگے کیا زبردستی حکومت
وہ خوش فہمی میں ہیں یارو یقیناً
کہ ان کی تھی بہت اچھی حکومت
اسی کی بھینس ہے لاٹھی ہے جس کی
میاں جس میں ہے دم اس کی حکومت



عاشقی میں قلب صاحب تڑپڑا کر رہ گئے
اور جگر صاحب بچارے پھڑپھڑا کر رہ گئے
سامنے ان کو جو دیکھا ہڑبڑا کر رہ گئے
ہوش صاحب تو ہمارے اڑ اڑا کر رہ گئے

اتنی بیدردی سے مارا اس نے چانٹا گال پر
دانت تقریباً ہمارے جھڑجھڑا کر رہ گئے

کثرتِ سگریٹ نوشی سے ہوا سینہ خراب
پھیپھڑے موصوف کے جب سڑسڑا کر رہ گئے

اہلیہ نے رات بھر کھولا نہ دروازہ مگر
ہم کواڑ اپنے ہی گھر کا کھڑکھڑا کر رہ گئے

چھاگیا ان کے بدن میں نوجوانی کا نشہ
بن پیئے ہی پاؤں ان کے لڑکھڑا کر رہ گئے

جو گرجتے ہیں سنا ہے وہ برستے ہی نہیں
سال بھر کھیتوں پہ بادل گڑگڑا کر رہ گئے

سامنا کیا خاک کرتے دوستو شانہؔ غریب
سن کے بس آواز بیگم گڑبڑا کر رہ گئے

انڈیا میں

کریں گے عقد ثانی انڈیا میں

ہے معشوقہ پرانی انڈیا میں

پہن کر سوٹ شادی کیوں کریں ہم

سلے گی شیروانی انڈیا میں

حسینوں کے دلوں پر راج میرا

ہے میری راجدھانی انڈیا میں

ہواؤں میں جو اکثر گونجتی ہے

ہے وہ "آکاش وانی" انڈیا میں

اسی کی بھینس ہے لاٹھی ہے جس کی

کہاوت ہے پرانی انڈیا میں

ریٹائر ہوں گے جب اقبال شانہ

کریں گے باغبانی انڈیا میں

کیچڑ میں

پھنس گئے ہم جناب کیچڑ میں
ہو گئے ہیں خراب کیچڑ میں

لوگ اپنے گناہ کے یارو
کر رہے ہیں حساب کیچڑ میں

دوسروں پر اچھال کر کیچڑ
کیا ملے گا ثواب کیچڑ میں

وہ مرے ساتھ ساتھ ہے گویا
کھل گئے ہیں گلاب کیچڑ میں

چاہیئے "کیچڑی نظر" یارو
ہیں کنول بے حساب کیچڑ میں

یوں ہی جاری رہی اگر بارش
آئے گا ماہتاب کیچڑ میں

وہ پھسل کر گرے میاں شانہؔ
ہو گئے لاجواب کیچڑ میں

روزے سے ہوں بھائی

(حضرت ضمیر جعفری سے معذرت کے ساتھ)

کرادیں شہر میں اعلان میں روزے سے ہوں بھائی
ہے سارا شہر کیوں حیران میں روزے سے ہوں بھائی

میرے چہرے کی نورانی گواہی صاف دیتی ہے
سمجھتے ہیں سبھی انسان میں روزے سے ہوں بھائی

اسی چھوٹے سے فقرے نے چھڑائی جان میری جب
میرے گھر آگئے مہمان "میں روزے سے ہوں بھائی"

مجھے "افطار" میں جو میری مرضی ہو کھلا دینا
"سحر" ہوجائے گی آسان میں روزے سے ہوں بھائی

میں روزہ کھولنے کے بعد کہتا ہوں غزل یارو
مکمل ہوگیا دیوان، میں روزے سے ہوں بھائی

نہ جانے آج کل اکثر میرے خوابوں میں کیوں مجھ کو
نظر آتا ہے دسترخوان، میں روزے سے ہوں بھائی

میں کیسے کام کرسکتا ہوں آفس میں بھلا شانہ
میری تکلیف میں ہے جان میں روزے سے ہوں بھائی



محبت میں حد سے گزرنے لگے ہیں
لگاتار ہم ان پہ مرنے لگے ہیں

چمن میں بہانا ٹہلنے کا ہے جو
ہری گھاس دیکھی تو چرنے لگے ہیں

سفر میں نیا موڑ جب آگیا ہے
وہ چلنے لگے ہم ٹھہرنے لگے ہیں

ہمیں بھی ضرورت ہے پانی کی لیکن
ہم ان کا گھڑا پہلے بھرنے لگے ہیں

محبت کے ہجے ہمیں آگئے ہیں
وہ جب سے ہمیں پیار کرنے لگے ہیں

سنا ہے وہ گھر آرہے ہیں ہمارے
تو شبانہ بھی سجنے سنورنے لگے

دیکھتے دیکھتے

ان سے ٹکرا گئے دیکھتے دیکھتے
ہم تو غش کھا گئے دیکھتے دیکھتے

بلب سارے امیدوں کے روشن ہوئے
آپ جب آ گئے دیکھتے دیکھتے

ان کی جوتی کی جب چاپ ہم نے سنی
ہوش میں آ گئے دیکھتے دیکھتے

دیکھتا میں رہا ان کو دعوت میں وہ
ڈش کی ڈش کھا گئے دیکھتے دیکھتے

نیند میں آ کے فٹ پاتھ پر سو گئے
یہ کہاں آ گئے دیکھتے دیکھتے

تیری گلیوں میں بجلی کے کھمبے سے ہم
رات ٹکرا گئے دیکھتے دیکھتے

ایسے بن ٹھن کے آئے شب وصل وہ
ہم تو گھبرا گئے دیکھتے دیکھتے

بے حیائی جو شانہ بہ شانہ کھڑی
ہم تو شرما گئے دیکھتے دیکھتے



نظر کا تیر اس نے ایسے چھوڑا
نشانہ بن گیا ہے دل نگوڑا

ہماری اڑگئیں راتوں کی نیندیں
تمہارے پیار نے ایسے جھنجھوڑا

ہمارے سر میں اکثر کلبلاتا
تمہاری عاشقی کا ہے مکوڑا

یہ ہے اظہارِ اُلفت کا طریقہ؟
پکڑکر ہاتھ جو تم نے مروڑا

تمہاری بے رخی سے جانِ جاناں
ہمارے دل پہ چلتا ہے ہتھوڑا

مجھے بس چائے پر ٹرخا دیا ہے
کھلایا غیر کو اس نے پکوڑا

مسلسل ان کے پیچھے بھاگتا ہے
مرا دل بن گیا یارو بھگوڑا

کوئی سنتا نہ کوئی بولتا ہے
یہ کس محفل میں تو نے لا کے چھوڑا

ہماری پیٹھ پر بچے تمہارے
میاں شانہ بنے لکڑی کا گھوڑا

ظالم

پھر خیالوں میں آگیا ظالم
دل کی دنیا پہ چھاگیا ظالم
سرجری کے بغیر ہی یارو
میرے دل میں سماگیا ظالم
آگیا بھوت بن کے خوابوں میں
نیند میری اڑا گیا ظالم
وہ سرِشام میرے گھر آکر
چائے پی کر چلا گیا ظالم
زلزلہ تھا جناب کا لڑکا
سارے گھر کو ہلا گیا ظالم
قہقہہ زار بن گئی محفل
شاعری میں ہنسا گیا ظالم
لوگ پیتے ہیں لڑکھڑاتے ہیں
بن پیئے لڑکھڑا گیا ظالم
پاس بیٹھا رقیب کے جاکر
میرے دل کو جلا گیا ظالم
ہر طرف دھوم مچ گئی شانہ
ساری محفل پہ چھاگیا ظالم

رسالہ

خریدا ہم نے جب کوئی رسالہ
ہمارا ہوگیا چوری رسالہ

وہ انٹرنیشنل مجرم ہے جس نے
چرایا بین الاقوامی رسالہ

پڑی ہے مانگ کر پڑھنے کی عادت
خریدیں گے نہ ہم کوئی رسالہ

پڑھیں اوپر سے یا نیچے سے یارو
یہ چینی ہے یا جاپانی رسالہ

نہیں ہے ایک بھی تصویر اس میں
ہے مولانا یہ اسلامی رسالہ

بڑی مشکل سے افسر پڑھ رہا ہے
یقیناً ہے وہ انگریزی رسالہ

ہمیں لگتا ہے ڈر جنگ و جدل سے
نہیں چھوتے ہیں تاریخی رسالہ

پڑھیں گے جانور جنگل میں اک دن
نکالا جائے گا جنگلی رسالہ

سفر آرام سے کٹ جائے یارو
اگر ہو ہم سفر کوئی رسالہ

وہ ایڈیٹر سخی ہے مفت جس نے
کیا شانہ تمھیں جاری رسالہ

مشتاق احمد یوسفی

معجزے طنز و مزاح کر رہے ہیں یوسفی
قہقہے سارے جہاں میں بانٹتے ہیں یوسفی

میں بھلا کیا خاک سمجھونگا مضامیں آپ کے
سوچ سے میری بہت اونچے رہے ہیں یوسفی

روحِ افلاطون شاید کر گئی ان میں حلول
سوچتے زیادہ ہیں اور کم بولتے ہیں یوسفی

یہ رہے بارہ برس لندن میں جھانوے[1] کے لئے
کوئی جھانوے پر مقالہ لکھ رہے ہیں یوسفی !

یوسفی دراصل یارو توپ ہے اک دور مار
ہر سماجی گندگی کو داغتے ہیں یوسفی

دیکھ لینا دوستو اک وقت ایسا آئے گا
لکھ رہے ہیں خود ہی اور خود ہنس رہے ہیں یوسفی

جب اٹھاتا ہوں قلم مضمون لکھنے کے لئے
ایسا لگتا ہے میرے سر پر کھڑے ہیں یوسفی

جی رہے ہیں یوسفی کے ہم[3] مزاحی دور میں
یہ شہنشاہ ظرافت آج کے ہیں یوسفی

یہ مناسب ہے کہ شانہ[2] ترک کردے شاعری
شاعروں کے راز سارے جانتے ہیں یوسفی

---

۱ - ماہنامہ رابطہ اپریل 92 میں یوسفی کی تقریر بارہ برس بعد   ۲ - حضرت سید جعفری کے تاثرات (مقدمہ زرگزشت)   ۳ - ڈاکٹر ظہیر فتح پوری کے تاثرات (مقدمہ زرگزشت)

عابد معز

(جدہ میں ڈاکٹر عابد معز کی کتاب واہ حیدر آباد کی رسم اجراء کے موقع پر پڑھی گئی)

محفل زندہ دلاں کی شان ہیں عابد معز
قہقہوں کا اک نیا طوفان ہیں عابد معز

سامنے موصوف کے ادنیٰ سے ہم کٹ پیس ہیں
اور ظرافت کا مکمل تھان ہیں عابد معز

ناز ہے اپنے وطن کی خاک پر ان کو جناب
دل سے اپنے شہر پہ قربان ہیں عابد معز

شخصیت موصوف کی تو یوں بھی پیچیدہ نہیں
دیکھنے میں بھی بہت آسان ہیں عابد معز

ہر بھلا انسان اوروں کو سمجھتا ہے بھلا
میں سمجھتا ہوں بھلے انسان ہیں عابد معز

تالیوں سے ان کا استقبال شایانہ کیجئے
شہر میں آج آپ کے مہمان ہیں عابد معز